شعر

بااینہمہ جہد ہیچ کسے — درماندہ بنارسائی اینجا

دادیم نشان گنج مقصود ترا — گر ما نرسیدیم تو شاید برسے

واللہ الموفق بطریق السداد ✢

ترجمہ یعنی باوجودیکہ ہمنے کچھہ حاصل نہ کیا اور کسی لائق نہوا - اور تھک گیا نہ پہنچ سکا تجھکو گنج مقصود کا پتا دیدیا ہے - کہ اگر ہم نہیں پہنچی شاید تو پہنچ جاوے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے راہ راست کی

فصل

بدان اَفنَاکَ اللہُ تعالیٰ عَنکَ وَ اَبقَاکَ کہ طریقہ بزرگوار قطب الاقطاب حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین والشرع المعروف بنقشبند و خلفاء ایشان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم - بعد از تصحیح عقیدہ اہل سنت وجماعت واتیان اعمال صالحہ واتباع سنن ماثورہ واقتفا بسلف صالح رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وعزیمت در عمل واجتناب از محظورات و مکروہات دوام عبودیت است یعنے دوام حضور با حق سبحانہ وتعالیٰ است بے مزاحمت شعور غیر بلکہ از شعور این شعور نیز علے مرور الاوقات من غیر فترۃ ولشتت عزیمۃ واین سعادت عظمیٰ ونعمت البقیٰ بے جذبہ الہیٰ کہ جذبہ من جذبات الحق غیر من عبادۃ الثقلین میسر نیست و موثر ترین اسباب حصول این جذبہ جز صحبت برگزیدہ کہ سلوک وے بطریق جذبہ باشد و مشرف بہ تجلے ذاتی شدہ باشد نیست وصحبت مع الشرائط

جان (اللہ تیری خودی کو فنا کرے اور بقا باللہ کا درجہ دے) کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بہاؤ الحق والشرع والدین نقشبند - اور انکے خلفاء قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو اہل سنت وجماعت کا عقیدہ درست کرے اور نیک عمل کرے - اور اتباع سنت اور سلف صالح رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی پیروی کرے اور اعمال میں عزیمت اختیار کرے اور جو باتیں منع اور مکروہ ہیں اونسے بچے - ان سب باتون کے بعد دوام عبودیت ہے یعنی دوام حضور حق سبحانہ سے ایسی طرح کہ شعور غیر کچھہ اوسمین مزاحمت نہ کرے بلکہ اس شعور کا شعور بھی مزاحمت نہ کرے - ہر وقت بے پریشانی اور بے پراگندگی کے حق سبحانہ کے ساتھہ دوام حضور رہے اور یہ سعادت عظمیٰ اور یہ نعمت البقیٰ بے جذبہ الہیٰ کے میسر نہیں وہ جو کہا ہے - (اللہ کے جذبوں میں سے ایک جذبہ دونو جہان کی عبادت سے بہتر ہے) وہ یہی جذبہ ہے اور اس جذبہ کے حصول کو سب سے موثر ایسی بزرگ کی صحبت ہے جسکا سلوک

و ادب موثر است والا بسا کس
سالہا در صحبت اولیا با حسن عقیدہ ماندہ
وند و اثر کمال ظاہر نشدہ و از سبب
ترک ادبے از اعلے علیین در اسفل
السافلین افتادہ چنانچہ در سنۃ اللہ
توالد و تناسل صوری بے مادر و پدر
متعذر توالد معنوی بے مرشد متعسر
قال الشیخ ابو علے الدقاق قدس سرہ
الشجرۃ التی تنبت بنفسہا لاتثمر لہا
وان کان لہا ثمر یکون بغیر لذۃ
و این فقیر را بظاہر وصلت بہ تلقین و
اجازت از شیخ علے التحقیق بالاقتداء
حقیق جامع مظہرات السبحان حافظ
کلام الرحمن خواجہ سید عبد اللہ است
قدس سرہ و ایشان را از شیخ المشائخ
حضرت شیخ آدم بنوری است و ایشان
را از مرشد زمانہ و شیخ یگانہ مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی
کابلی است و ایشان را از ناشر
طریقہ علیہ در بلاد ہند حضرت خواجہ
محمد باقی است و ایشان از حضرت
خواجہ امکنکی است و ایشان را از
مولانا درویش محمد است و ایشان را
از مولانا محمد زاہد است و ایشان از
قدوۃ الابرار خواجہ عبید اللہ احرار است

اور آداب کے ساتھ ہو اور نہیں تو بہت سے
لوگ اولیا کی صحبت مین عقیدہ کے ساتھ برسون
رہتے ہین اور کچھ کمال کا اثر ظاہر نہین ہوا اور
بسبب ایک ادب کے ترک کرنیسے اعلی علیین سے
اسفل السافلین مین جا گرے ہین جیسے سنت الہی
یون ہے کہ فرزند ظاہری بے مان اور باپ کے
پیدا نہین ہوتا۔ اسیطور اولاد معنوی بے مرشد
کے دشوار ہے ملا حضرت ابو علی دقاق قدس سرہ
فرماتے ہین یعنی جو درخت خود بخود اوگے
اوسمین میوہ نہین ہوتا اور جو ہوتا ہے تو اوسمین لذت
نہین ہوتی م اور اس فقیر کو ظاہر مین وصل تلقین و
اجازت کا ایسے سے جو تحقیق شیخ ہین اور اقتدا کے
لائق ہین جامع ہین مظہرات سبحان کے اور حافظ
کلام رحمن کے۔ وہ حضرت سید عبد اللہ قدس سرہ
ہین اور اونکو شیخ المشائخ حضرت شیخ آدم بنوری سے
ہے۔ اور اون کو مرشد زمانہ اور شیخ یگانہ مجدد
الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی کابلی سے
ہے۔ اور اون کو جو ناشر (مین پھیلانیوالے) ہے
طریقہ علیہ ہند مین ہین۔ حضرت خواجہ محمد باقی
اون سے۔ اور اون کو حضرت خواجہ امکنکی سے
اور اون کو مولانا درویش محمد سے۔ اور
اون کو مولانا محمد زاہد سے اور اون کو
قدوۃ الابرار زبدۃ الاحرار عارف معارف
باللہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار سے
ہے ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

و ایشان از شیخ الشیوخ جامع المعقول و
المنقول صاحب العلم والعمل مولانا
یعقوب چرخی وایشان را از قطب الاقطاب
سلطان العارفین صاحب الطریقة خواجه
بهاء الحق والدین المعروف بنقشبند وایشان
را در طریق نظر قبول بفرزندی از شیخ طریقة
خواجه محمد بابا سماسی است اما نسبت تربیت
حضرت خواجه قدس سره بحقیقت از روحانیة
حضرت خواجه بزرگ خواجه عبد الخالق
غجدوانی است ونسبت ارادة وصحبت
وتعلیم بآداب سلوک وتلقین ذکر حضرت
خواجها از حضرت امیر سید کلال است
وایشان از خواجه محمد بابا سماسی است
وایشان را از خواجه علی رامیتنی وایشان را
از خواجه محمود الخیر فغنوی وایشان را از
خواجه عارف ریوگری وایشان را از
خواجه عبد الخالق غجدوانی که سر حلقهٔ
خواجگانند وایشان را از خواجه امام
ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب همدانی
وایشان را از خواجه علی فارمدی طوسی
است که از کبار مشایخ خراسانند وحجة
الاسلام امام محمد غزالی را تربیت در
علم باطن از ایشان است وایشان را
از شیخ ابو القاسم گرگانی وشیخ ابو القاسم را
انتساب در علم باطن بدو جانب است

اور اون کو شیخ الشیوخ جامع معقول اور
منقول صاحب العلم والعمل مولانا یعقوب
چرخی سے اور اون کو قطب الاقطاب
سلطان العارفین صاحب الطریقت خواجہ
بہاؤ الحق والدین المعروف نقشبند سے اور
اون کو نظر قبول بفرزندی شیخ طریقت خواجہ
محمد بابا سماسی سے ہے مگر تربیت کی نسبت
حقیقت مین روحانیت سی ہے حضرت خواجہ
بزرگ خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے
ہے۔ اور نسبت ارادت اور صحبت اور
سلوک اور تلقین ذکر کے حضرت امیر
سید کلال سے ہے۔ اور اون کو خواجہ
محمد بابا سماسی سے ہے۔ اور ان کو
خواجہ علی رامیتنی سے اور اون کو
خواجہ محمود الخیر فغنوی سے ہے۔ اور انکو
خواجہ عارف ریوگری سے ہے۔ اور اونکو
خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے۔ جو
سر حلقۂ خواجگان ہین۔ اور اونکو خواجہ
ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی
سے۔ اور اونکو خواجہ علی فارمدی طوسی
سے جو خراسان کے بڑی مشائخون مین ہین
اور حجة الاسلام امام محمد غزالی کو تربیت علم
باطن مین انہین سے ہے۔ اور اونکو
شیخ ابو القاسم گرگانی سے۔ اور شیخ ابو القاسم
کو علم باطن مین نسبت دو جانب سی ہے

یکے شیخ ابوالحسن خرقانی دوسرے رالشیخ
ابویزید بسطامی است و ولادۃ شیخ
ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابویزید
است بمدتے و تربیت شیخ ابویزید
ویرا بحسب باطن و روحانیت بودہ
است نہ بظاہر و صورت و نسبت
ارادۃ شیخ ابویزید بحضرت امام جعفر
صادق است رضی اللہ تعالی عنہ و
بنقل صحیح ثابت شدہ است کہ ولادۃ
شیخ ابویزید نیز بعد از وفات حضرت
امام است و تربیت حضرت امام
ویرا بحسب معنی و روحانیت بودہ
است نہ بحسب ظاہر و صورت و نسبت
امام جعفر صادق را رضی اللہ تعالی
عنہ چنانچہ شیخ ابوطالب مکی قدس
سرہ در قوت القلوب آوردہ دو
نسبت ثابت است یکے بوالد بزرگوار
خود امام محمد باقر و ایشان را بوالد
بزرگوار خود امام محمد زین العابدین
علی بن الحسین ست ایشان را
بوالد بزرگوار خود امام حسین و
ایشان را بوالد بزرگوار امیر المومنین
علی رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین و
ایشان را بحضرت رسالت پناہ و
مشائخ طریقہ قدس سرہ سلسلہ نسبت

ایک تو شیخ ابوالحسن سے اور شیخ ابوالحسن قانی
کو ابویزید بسطامی سے۔ اور شیخ ابوالحسن
کی ولادت شیخ ابویزید سے مدت
کے بعد ہے۔ اور تربیت شیخ ابویزید
کی اونکو بحسب باطن اور روحانیت کے
ہے۔ ظاہر میں نہیں ہے۔ اور نسبت
ارادۃ شیخ ابویزید کی حضرت امام جعفر
صادق سے ہے رضی اللہ تعالے عنہ۔
اور صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ ولادۃ
شیخ ابویزید کی بھی بعد وفات حضرت
امام جعفر صادق کے ہے۔ اور تربیت حضرت
امام کی شیخ ابویزید کو بحسب معنے اور روحانیت
کے ہے۔ بحسب ظاہر نہیں ہے اور حضرت
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ
کو بھو جب لکھنے شیخ ابوطالب مکے
قدس سرہ کے۔ جو قوت القلوب مین لکہا
ہے۔ دو نسبت ثابت ہین۔ ایک تو اپنے
والد بزرگوار امام محمد باقر سے۔ اور
اونکو اپنے والد بزرگوار امام محمد زین العابدین
علی بن الحسین سے۔ اونکو اپنے والد بزرگوار
امام حسین سے۔ اور اون کو
اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علے
رضوان اللہ علیہم اجمعین سے
اور اونکو حضرت رسالت پناہ صلعم سے
اور مشائخ طریقت قدس سرہ نسبت

ائمہ اہلبیت را رضی اللہ تعالیٰ عنہم از
جہت نفاست و عزت و شرف کہ دارد
سلسلۃ الذہب نام کردہ اند و نسبت دیگر
کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کہ پدر مادر حضرت امام است
و از فقہای سبعہ بودہ است و بے نظیر زمان
خود در علم ظاہر و باطن وی را نسبت از
باطن سلمان فارسی است رضی اللہ تعالیٰ
عنہ و وے را با وجود شرف صحبت
حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم نسبت باطن با امیر المومنین ابی
بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز
بودہ است بعد از انتساب بحضرت
رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم وحضرت
امام مقتدا خواجہ محمد پارسا قدس سرہ
در قدسیہ نوشتہ اند اہل تحقیق برآنند
کہ امیر المومنین علے کرم اللہ وجہہ بعد
از حضرت رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ وسلم از ان خلفاء کہ بر امیر المومنین
علے مقدم بودہ اند ہم نسبت باطن
تربیت یافتہ اند و شیخ ابوطالب مکی
قدس روحہ در قوت القلوب فرمودہ
اند کہ قطب الزمان در ہر عصرے الے
یوم القیامۃ در مرتبہ و مقام نائب
مناب امیر المومنین ابو بکر صدیق ثبت

اہلبیت رضی اللہ عنہم کو بسبب نفاست
اور عزت و شرف کے جو انکو حاصل
ہے سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔ اور دوسری
نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو اپنے نانا سے ہے۔ جو
ساتویں فقہا میں سے ہیں اور اپنے زمانہ
کے بے نظیر ہیں علم ظاہر و علم باطن میں
اور انکو نسبت باطن سلمان فارسی رضہ
سے ہے اور انکو باوجود شرف صحبت
حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے باطن کی نسبت امیر المومنین حضرت
ابو بکر صدیق رضہ سے بھی ہے۔ بعد
نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے۔ حضرت امام مقتدا
خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے قدسیہ
میں لکھا ہے۔ کہ اہل تحقیق کے نزدیک
حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
بعد اون خلفاء سے۔ جو آپ سے
پہلے خلیفہ ہوئے ہیں نسبت باطن کی
تربیت کی ہے۔ اور شیخ ابوطالب
مکی قدس روحہ نے قوت القلوب
میں فرمایا ہے۔ کہ قطب زمان ہر زمانہ
میں قیامت تک مرتبہ و مقام میں نائب
مناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق کا ہو

و آن سه دیگر اوتاد که فرود تر از قطب اند
نائب مناب آن سه خلیفه دیگر اند که
امیرالمومنین عمر و امیرالمومنین عثمان و
امیرالمومنین علے اند رضی الله تعالے
عنهم و شش دیگر از صدیقان نائب
مناب شش دیگر از عشره بشره رضوان
الله تعالی علیهم اجمعین و نسبت دیگر
شیخ ابو القاسم گرگانی در ارادت
باطن بشیخ ابو عثمان مغربی و وے را
با بوعلے کاتب و وی را با بوعلے
رودباری و وے را بجنید بغدادی و ویرا
بسری سقطی و ویرا بمعروف کرخی و شیخ
معروف را دو نسبت واقع است یکے
بداؤد طائی و ویرا بحبیب عجمی و وے را
بحسن بصری و وے را بامیرالمومنین علے
رضی الله تعالے عنه و ایشان را بحضرت
رسالت پناه صلی الله علیه و آله وسلم
و دیگر شیخ معروف را نسبت ارادت
بحضرت امام علی موسی رضاست و
ایشان را بوالد بزرگوار خود امام موسی
کاظم و ایشان را بوالد بزرگوار خود
امام جعفر صادق رضی الله تعالے عنه
الی آخر النسبة کما مر از بیان سلسله
این مشائخ قدس الله ارواحهم معلوم
میگردد اکثر مشائخ این طریقه که در سلسله

اور وہ تین اوتاد جو اوس قطب زمان
سے نیچے ہیں وہ نائب مناب ان تین خلیفون
کے ہیں۔ یعنے امیرالمومنین حضرت عمر اور
امیرالمومنین حضرت عثمان اور امیرالمومنین حضرت
علی کی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور چھے صادق
اور نائب مناب اون باقی چھ عشرہ مبشرہ کے ہین
رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ اور دوسری
نسبت ارادت باطنے مین شیخ ابوالقاسم گرگانی
کے۔ شیخ ابو عثمان مغربی سے۔ اور اون کو
ابو علی کاتب سے۔ اور اون کو ابو علی
رود باری سے اور انکو جنید بغدادی سے
اور اونکو سری سقطی سے اور اونکو معروف کرخی
سے۔ اور شیخ معروف کرخی کو دو طرف سے
ہی۔ ایک تو داؤد طائی سے۔ اور اونکو حبیب
عجمی سے۔ اور اونکو حسن بصری سے اور اونکو
امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ اور
اونکو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم سے۔ اور دوسری نسبت شیخ معروف کرخی
کو حضرت امام علی موسی رضا سے ہے اور
اونکو اپنی والد بزرگوار امام موسی کاظم سی۔ اور
اونکو اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق رضی
اللہ تعالے عنہ سے۔ انتہا تک۔ جیسے اوپر
بیان کیا ہے۔ ان مشائخ قدس اللہ
سرہ کے سلسلہ کے بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس طریقہ کے اکثر مشائخ

بمذکور بدا اویسی بوده اند و معنی اویسی آن است که حضرت شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس اللہ سرہٗ گفته اند قومے از اولیاء اللہ باشند که ایشان را مشایخ طریقة و کبراء حقیقت اویسیان نامند وایشانرا درظاهر حاجت به پیری نبود زیراکه ایشان را حضرت نبوت صلے اللہ علیہ و سلم یا روح ولی از اولیاء حق درحجر عنایت خود پرورش میدہد بےواسطہ غیری چنانچہ اویس را در رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و سلم واین مرتبه عالی تا کرا دهند ذلک فضل اللہ یوتیه من یشاء و بسیارے از مشایخ طریقت را درآوان سلوک توجه باین مقام بوده است چنانکه شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی که سلسلہ شیخ ابوالجناب نجم الدین کبری بایشان می پیوندد و شیخ ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن خرقانی وغیرہم وغیرہم و اویسی را در سلوک و وصول بفیض ربانی و تجلیات رحمانی ارواح مقدسه وسایط می باشند اما درطریق جذبه که طریق وجه خاص است ہیچ واسطہ درمیان نبود۔

اویسی ہوئے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں اور اویسی کے یہ معنی ہیں کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اولیا اللہ میں ایک ایسے اولیا ہیں کہ اونکو مشائخ طریقہ اور کبری حقیقت اویسی کہتے ہیں اونکو ظاہر میں پیر کی حاجت نہیں ہوتی کہ اون کو حضرت نبوت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم یا اور کسی ولی کی روح اولیا اللہ میں سے اپنی آغوش عنایت میں پرورش کرتی ہی بیواسطے اور وسیلہ کسی اور کے جیسے حضرت اویس قرنی کو حضرت رسالت پناہ نے کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ بلند مرتبہ جسکو خدا دیدے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ اور اکثر مشائخ طریقت کو زمانہ سلوک کے اس مقام کیطرف توجہ ہوئی ہی جیسے شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی کو۔ کہ سلسلہ شیخ ابوالجناب نجم الدین کبری کا اون سے جا ملتا ہے۔ اور شیخ ابوسعید ابوالخیر۔ اور شیخ ابوالحسن خرقانی اور اونکے سوا اور بھی۔ اور اویسی کو سلوک میں وصول فیض ربانی اور تجلیات رحمانی کا جو ہوتا ہے اوسمیں ارواح مقدسہ واسطہ ہوتی ہین لیکن جذبہ کے طریق میں کہ وہ ایک طریق وجہ خاص ہے کوئی واسطہ درمیان نہیں ہوتا۔

فصل ۲

بدان اعطاک اللہ تعالے و ایانا

فصل ۲

جان ای سالک اللہ تعالی تجھے اور ہمین

مصابیح نہایات الکمالات کہ طریقہ سلوک
و وصول این طائفہ بر سہ گونہ است اوّل
طریق ذکر است و چون ذکر از روی لفظ و
نطق گوینده است و از روی مدلول ربانی
پس برزخ است میان خلق و حق و بسبب
ذکر نوع ارتباطی حاصل خواهد شد کہ
آن علم لدنی است خارج است از تعلیم
و تعلم و ذکر اسم ذات و نفی و اثبات بمنزلہ
ہجا است مر طفل را کہ ہرگز بی ہجا ملکہ قرأت
حاصل نشود و مشایخ طریقت قدس اللہ
ارواحہم از جملہ اذکار ذکر لا الہ الا
اللہ را اختیار کرده اند و حدیث نبوی
چنین وارد است کہ افضل الذکر لا الہ
الا اللہ و حجب بندگان نتیجہ نسیان
و حقیقت حجاب انتقاش صور کونیہ
است در دل و درین انتقاش نفی
حق و اثبات غیر است پس از خلاص شرک
خفی جز بملازمت و مداومت بر معنی
این کلمہ کہ نفی ماسوای حق و اثبات
حق سبحانہ تعالی حاصل نیاید و طریق
ذکر آنست لب برلب زبان بکام چسپانید
و نفس را در درون حبس کند چنانکہ
بسیار تنگ نشود و حقیقت دل کہ عبارت
از آن لطیفہ دراکہ است کہ در طرفة العین
او را تا آسمان رفتن و در تمام عالم سیر کردن میسر است

نہایات کمال کے معراج سالکوں کی کہ سلوک
اور وصول کا طریقہ ان بزرگون کا تین
طرح ہے اوّل تو ذکر کا طریقہ ہے اور جبکہ ذکر از روئے
لفظ و نطق کے گویندہ ہی ہے یعنی اس موجودات میں سے
ہے اور از روئے معنے کے ربانی ہے تو یہ برزخ ہے
یعنی بیچ مین ہے خلقت اور اللہ تعالی کی اور ذکر
کی سبب ایک ایسا ارتباط حاصل ہوگا کہ وہ علم لدنی
جو سیکھنے اور سکھانے سے نہیں آتا اور ذکر اسم ذات کا
اور ذکر اسم ذات کا اور ذکر نفی و اثبات کا بمنزلہ
ہجون کے ہے جیسے چھوٹے بچے جب تک ہجے نکرین پڑھنا
نہین آتا اور مشایخ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے سب
ذکرون میں ذکر لا الہ الا اللہ کا اختیار کیا ہے اور حدیث شریف
مین یون آیا ہے کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ یعنی افضل
ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سالکون کا حجاب نسیان کا
نتیجہ ہے اور حجاب کیا چیز ہے یہ کہ موجودات کے
صورتین دل مین نقش ہون اور جب دل مین موجودات کے
صورتین نقش ہوئین تو حق کی نفی اور غیر کا اثبات ہوا
تو خلاص شرک خفی سے جبھی ہوتا ہے کہ اس کلمہ کے
معنے پر ہمیشہ رہے اور لازم کرکے کہ اس کلمہ مین حق
کا اثبات اور غیر کی نفی ہے. طریقہ ذکر کا یہ ہے
کہ لب کو لب پر اور زبان تالو سے لگا کے. اور دم
کو روکے. مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جائے
اور دل کی حقیقت گویا کہ ایک لطیفہ دراکہ ہے.
ایسا کہ پلک مارتے مین آسمان پر پہنچ جائے
اور تمام عالم مین پھر آئے ؛ ؛ ؛

از ہمہ اندیشہا خالے سازد و ویرا
بدل مجازے کہ گوشت پارہ ایست
بر صورت صنوبری جانب چپ متوجہ
گرداند و بذکر کردن مشغول کند بدین نہج
کہ کلمہ لاالہ را از جانب راست متصل ناف
کشد باز کتف راست حرکت دادہ تا برآ
رساند و کلمہ الا اللہ سخت بر دل صنوبری
زند چنان کہ حرارت او بتمام اعضا
برسد و محمد رسول اللہ را از جانب چپ
تا بجانب راست برد و در طرف نفے وجود
جمیع محدثات را بنظر فنا مطالعہ کند
یعنے چون بدل گوید لا الہ الا اللہ بازاء
این بخیال اندیشہ معنی لاموجود تصور
کردہ ہمہ اشیا را و خود را درین
اندیشہ محو کند و در طرف اثبات وجود
حق سبحانہ تعالی را بنظر بقا ملاحظہ نماید
یعنی چون الا اللہ گوید ملاحظہ کند آنچہ
موجودست حق ست و طریق ذکر اسم
ذات آنست کہ متوجہ بقلب صنوبری
شدہ اسم مقدس اللہ بمد تمام و شد
تمام از تحت ناف می کشند و بزبان
دل ذکر می گویند یا ملاحظہ معنے بیچون
بعضے از کبرای این طریقت عقب ہر
ذکر این معنی را ملاحظہ می کنند کہ توئی
مقصود و توئی موجود و بعضے صورت پیر

سب اندیشون سے خالی کرے اور اسکو
دل مجازی کے طرف کہ وہ ایک گوشت کا
ٹکڑا صنوبری شکل ہے۔ بائین طرف کو متوجہ
کرے اور ذکر کرنے مین مشغول کرے اسطرح
سے کہ کلمہ لاالہ کو ناف کے متصل داہنی طرف سے
کھینچے پھر داہنے مونڈھے کو حرکت دیکر
بائین مونڈھے پر پہنچائے اور کلمہ الا اللہ کو زور سے
دل صنوبری شکل پر ایسی ضرب دے کہ اوسکی
حرارت تمام اعضا مین پہنچے اور محمد رسول اللہ کو
بائین طرف سے داہنی طرف کو لیجائے اور طرف نفی کے
مین تمام موجودات کو فنا کے نظر سے دیکھے
یعنی جب دل مین لا الہ الا اللہ کہے تو اسکی برابر
ہی خیال یہ کرے کہ لاموجود یعنی کوئی موجود
نہین۔ تمام اشیا کو اور اپنے تئین مٹا دے
اور اثبات کی طرف مین حق سبحانہ کو بقا کی
نظر سے ملاحظہ کرے یعنی جب الا اللہ کہے تو
یہ یقین کرے کہ جو کچھ موجود ہے حق ہے
اور اسم ذات کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ قلب
صنوبری کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اسم
مقدس کو خوب مد و شد کے ساتھ زیر ناف
سے کھینچتی ہین۔ اور دل کی زبان سے ذکر کرتے
ہین۔ اور بیچون کے معنے خیال مین رکھتی ہین
اور بعضے اس طریقہ کے بڑے بزرگ اس
ذکر کے پیچھے یہ لحاظ مین رکھتے ہین کہ توئی
مقصود ہی اور توئی موجود ہی اور بعضے اپنے پیر کو

در خیال نیستند تصور می کنند وگفته اند باز
داشتن نفس در وقت ذکر سبب آثار
لطف است و مفید شرح صدر است
و اطمینان دل است و موثر است در
نفی خواطر و عادت کردن بباز داشتن
نفس بسبب وجدان حلاوت عظیم ست
و بواسطه مطالعه جمیع کنونات به نظر
فنا و مشاهده وجود قدیم حق سبحانه
بنظر بقا و ملازمت برین ذکر حقیقت
توحید در دل ذاکر قرار گیرد و چشم بصیرت
وے کشاده گردد تا او را میان شرع
و عقل و توحید هیچ تناقض نه نماید
و درین مقام ذکر صفت لازم دل گردد
بعد ازان بجائے رسد که حقیقت ذکر با
جوهر دل یکے شود و هیچ اندیشهٔ غیر
نماند و ذکر در مذکور فانی گردد چون بارگاه
دل از زحمت اغیار خالی گردد بحکم لَا
یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ
قَلْبُ عَبْدِیْ الْمُؤْمِنِ جمال سلطان الا
الله تجلے نماید و حکم وعده اذکرکم مجرد
از لباس حرف و صوت و خاصیت
کل شئ هالک الا وجهه آشکارا
شود تا که وجود روحانیت باقی ست
و بمرتبه فنا نرسیده است آن
ذکر بحقیقت خفیه نیست و چون بحقیقت

تصور مین رکھتے ہین۔ اور فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت
سانس کو روکنا سبب آثار لطف کا۔ اور شرح صدر کو
مفید ہے۔ اور دل کو اطمینان ہوتا ہے اور خطرے دل
مین نہ آنے کے واسطے بہت اچھا ہے۔ اور سانس
روکنے کی عادت کرے تو ایک حلاوت عظیم ہوتی
ہے بسبب مطالعہ کرنے تمام کنونات و موجودات کے
فنا کی نظر سے اور حق سبحانہ کے وجود قدیم کے مشاہدہ
کرنے سے بقا کی نظر سے۔ اور اس ذکر پر مداومت
کرنے سے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل مین قرار پکڑتی
ہے اور اوسکی بصیرت کی آنکھہ کہلجاتی ہے کہ اوسکو بیچ
شرع شریف کے اور عقل اور توحید کے کچھہ تناقض
نہین معلوم ہوتا ہے اور اس مقام مین ذکر دل
ایک صفت لازم ہو جاتی ہے اسکے بعد ایسی مقام
مین پہنچتا ہے کہ ذکر کی حقیقت اور جوہر دل ایک
ہو جاتے ہین اور غیر کا کچھہ اندیشہ نہین رہتا اور
ذکر مذکور مین فانی ہو جاتا ہے۔ جب دل کی
بارگاہ اغیار سے خالی ہوئی تو بموجب اس حدیث
قدسی کے (میری وسعت نہین رکھتی زمین اور نہ میرا
آسمان لیکن میری وسعت ہے مومن بندہ کے دل
مین) سلطان الا اللہ کا جمال تجلی کرتا ہے اور
(اذکرکم یعنی مین تمہارا ذکر کرون) کے وعدہ کا حکم
حرف آواز کے لباس سے مجرد آشکار ہوتا ہے (ہر شے
ہلاک ہونیوالی ہے مگر اللہ کی وجہ) کی خاصیت ظاہر
ہوتی ہے جبتک روحانیت کا وجود باقی ہے اور فنا کے
مرتبہ کو نہین پہنچا ہے وہ ذکر خفیہ نہین ہے حقیقت

فنا برسد آنجا بود که باطن او از نفی
بایستد. و بجز از اثبات نتواند و ذکر
او الله الله الله شود و انچه حقیقت کلمه
و سر اوست به رسد و حقیقة الذکر
عبارة عن تجلیة الحق سبحانه لذاته
بذاته من حیث الاسم المتکلم
اظهارا للصفات الکمالیة
ووصفا بالنعوت الجمالیة والجلالیة و اول
تجلی که بر سالک آید در مقامات سلوک
تجلی افعال بود که آنرا محاضره خوانند
و انگاه تجلی صفات شود که آن را
مکاشفه خوانند و انگاه تجلی ذات
شود آن را مشاهده خوانند و حضرت
خواجه امام ربانی خواجه یوسف همدانی
رحمة الله علیه که سلسله مشایخ ما قدس الله
ارواحهم بایشان می پیوندد و
چنین فرموده اند که طالب را باید
شب و روز مستغرق لا اله الا الله
باشد خواب و بیداری
بر گفت وی نفقه کند و
دست از نوافل نمازها و ذکرها
و تسبیحها بدارد و اختصار براین کلمه
کند جائیکه علم لدنی و حکمت الٰهی
بود و خدمت بنقل زحمت باشد
و در قطع علایق مخلوقات هیچ آلتی از

فنا کی حقیقت کو پہونچی ــ تو وہان ہوتا ہی
کہ اوس کا باطن نفی سے ٹھیر جاتا ہے ــ اور
سوای اثبات کے اور کچھ نہین ہو سکتا ــ اور
اوس کا ذکر اللہ اللہ اللہ ہوتا ہے ــ اور جو
کلمہ کی حقیقت اور سر ہی اوسی تہہ پہنچ جاتا ہی اور کلام کی حقیقت کو
پہنچ جاتا ہی کہ ذکر عبارت ہی اللہ کی تجلی لذاتہ بذاتہ سے
اسم متکلم کی حیثیت سی واسطے ظاہر کرنے صفات
کمالیہ کے اور وصف کرنے صفتون جمالیہ و جلالیہ کے
اور پہلے جو سالک پر تجلی آتی ہی سلوک کے مقامات
مین وہ تجلی افعال ہوتی ہی اوسی محاضرہ کہتے ہین
اور پہر تجلی صفات ہوتی ہی جسے مکاشفہ کہتے
ہین اور پہر تجلی ذات ہوتی ہی اوسکا نام مشاہدہ
ہے اور حضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف
ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ہماری مشایخ قدس
اللہ ارواحہم کا سلسلہ جا ملتا ہی ــ یون فرماتے
ہین ــ کہ طالب کو چاہیے کہ رات دن لا الہ
الا اللہ مین مستغرق رہے ــ اپنا سونا ــ اور
جاگنا ــ اوسی سیر صرف کرے ــ اور نفل نمازون
اور ذکرون ــ اور تسبیحون سے باز رہی ــ
فقط لا الہ الا اللہ مین سب صرف کرے ــ ایسے
کلمہ پر اختصار کرے ــ جہان علم لدنی ہو
اور حکمت الٰہی ہو ــ وہان نفلون سے
خدمت کرنی زحمت ہے ــ اور مخلوقات کے
علاقہ قطع کرنے کو کوئی آلہ افعال سے

افضال واجه کار ظاهری و باطنی
کامل و شافی تر از قول لا اله الا
الله نیست. و نیز مشایخ گفته اند
اگرچه دل بذکر گویا گردد از سعی
در ذکر نباید ایستاد علی الخصوص
پیش از صبح و بعد عصر و نماز شام
و حضرت خواجه امام علی حکیم
ترمذی رحمة الله علیه فرموده اند
کسے که دوام دولت ایمان طلبد
باید که در هر جائے و هر کارے
عادت وے گفتن کلمه لا اله
الا الله بود ظلمت شرک خفی
همواره بایں کلمه دور کند و
هم ایشان فرموده اند که بیداری
دل را درجات است و بیداری
میسر نمی شود الا به اقتضاء دوام اقتضاء
دوام ذکر در نوم و یقظه و
بعضے مشایخ ذکر لا اله الا الله را
اختیار کرده اند و محمد رسول
الله را در وے مضمر می دارند و
مشایخ ما قدس الله ارواحهم کلمه
تمام را مے گویند و قال
حجة الاسلام گمان مبر که روزن
دل بملکوت بے خواب و بمرگ
گشاده نگردد که ایں چنیں نیست

اور کوئی ذکر ظاہری و باطنی بہت
کامل و شافی لا اله الا الله سے نہیں
ہے اور یہہ بھی مشایخ نے فرمایا ہے
کہ اگرچہ دل سے ذکر جاری ہو جائے
تو بھی ذکر کرنے کی کوشش سے باز نرہے
علی الخصوص کہ صبح سے پہلے اور عصر اور
شام کے بعد۔ اور حضرت خواجہ امام
علی حکیم ترمذی نے فرمایا ہے کہ جو اپنے
ایمان کے دولت ہمیشہ چاہے وہ
اپنے ہر کام مین اور ہر جائے لا اله
الا الله کہنے کے عادت کرلے ہمیشہ
ظلمت شرک خفی کے اس سے دور
کرتا رہے اور یہہ بھی انہوں نے فرمایا
ہے کہ بیداری دل کے واسطے بہت
درجے ہین اور دل کی بیداری
میسر نہین ہوتے مگر اقتضاد سے
اور اقتضاد کیا ہے دوام ذکر
سے سوتے اور جاگتے اور بعضے
مشایخ نے ذکر لا اله الا الله اختیار
کیا ہے اور محمد رسول الله کو اسمین مضمر
رکھتے ہین اور ہمارے مشایخ قدس الله ارواحہم
تمام پورا کلمہ کہتے ہین۔ اور حجة الاسلام
نے فرمایا ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل
کا روزن ملکوت کیطرف بغیر سوئے کے اور بدون
مرنے کے نہین کھلتا۔ کیونکہ یون بات نہین ہے

بلکہ اگر بہ بیداری کسے خویشتن را ریاضت
کند و دل را از دست غضب و شہوت
و اخلاق بد و دنیا بایست این جہان
بیرون کند و جای خالی بہ نشیند
و چشم فراز کند و حواس را معطل
سازد و دل بملکوت مناسبت دہد۔
اللہ اللہ اللہ بر دوام گوید بدل نہ
بزبان تا چنان شود کہ از خویشتن و از
ہمہ عالم بیخبر شود و از ہیچ چیز خبر
نداشتہ باشد چون چنین شود اگرچہ
بیدار باشد آن روزن کشادہ شود
آنچہ دیگران در خواب بینند وے
بہ بیداری بیند ارواح و فرشتگان در
صورتہاے نیکو وے را پدید
آیند و پیغامبران را علیہم السلام دیدن
گیرد و از ایشان فائدہ ہا گیرد و مددہا
یابد و ملکوت آسمان و زمین بوی
نمایند و کسے را کہ راہ کشادہ باشد
کار عظیم بیند کہ در حد وصف نیاید
و اما در بدایت کار تکلف مجاہدہ
و ریاضات درکار است چنانکہ قولہ
تعالیٰ واذکر اسم ربک وتبتل
الیہ تبتیلا یعنی از ہمہ چیزہا
گسستہ گردی و ہمگی خود را بوے
دہی و بتدبیرہاے مشغول نہ گردے

بلکہ اگر کوئی بیداری مین ریاضت کرے
اور دل کو غضب اور شہوت اور
اخلاق بد سے اور بُری کامون سے
اس جہان کے بچائے۔ اور ایک
خالی جاے بیٹھے۔ اور آنکھین بند کرے۔
اور حواس معطل کرے اور دل کو ملکوت سے
مناسبت دے۔ اور اللہ اللہ اللہ ہمیشہ
دل سے کہے زبان سے نہین اس قدر
کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر
ہوجاے۔ اور کسی چیز کی خبر نہ رکھے جب ایسا
ہو تو اگرچہ بیدار ہو وہ دل کا روزن ملکوت
کی طرف کھلجاتا ہے۔ جو کچھ اور لوگ خواب
مین دیکھین وہ بیداری مین دیکھ لیتا ہے
ارواحین اور فرشتے اچھی اچھی صورتون
مین اوسے نظر آئین اور پیغمبرون علیہ السلام
کو دیکھنے لگے اور اون سے فائدے
حاصل کرے اور اونکی مدد پائی اور ملکوت
آسمان و زمین اوسکو نظر آئین اوجسکا روزن
کھلجائی وہ ایسے کام عظیم دیکھے جو بیان
مین نہین آسکتے۔ لیکن ابتدا مین مجاہدہ کے
تکلیف ہے اور ریاضتین درکار ہین چنانچہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے یعنی سب چیزون سے
کچھ علاقہ نہ رکھے اور بالکل اپنے تئین اللہ
کو سونپ دے ــــ اور تدبیرون
سے مشغول نہ ہو ؛ ؛ ؛ ؛

که او سبحانه خود کار راست کند
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا چون ویرا
بوکیلی گرفتی تو فارغ شدی با
خلق میامیز وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ
وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا یعنے صبر کن بر
انچه اہل دنیا طعن و استخفاف کنند
وایشان را بگذار گذاشتن نیک اینهمه
تعلیم مجاہدہ و ریاضت است تا
دل صافی شود از عبادت خلق و
از شہوات دنیا و از مشغلہ محسوسات
و راه صوفیان این است و این راه
نبوت ست گمان مبر که این حال
به پیغامبران مخصوص است زیرا که
ہر ہمہ آدمیان در اصل فطرت
شائستہ آن ست كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلٰى
فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ عبارت ازین شائستگی
است وَمَنْ لَمْ يَعْتَقِدْ اَنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا
يُشَاهِدُوْنَ فِيْ حَالِ الْيَقْظَةِ مَا لَا
يُمْكِنُ لِغَيْرِهِمْ اَنْ يَرَاهُ اِلَّا فِيْ حَالِ النَّوْمِ
لَمْ يَهْتَدِ اِلٰى حَقِيْقَةِ الْاِيْمَانِ بِالنُّبُوَّةِ
و جملہ محققان مجاہدہ اثبات کرده اند و
مر آن را سبب مشاہدہ گفتہ اند و
سهیل بن عبد الله مجاہدہ را علت
مشاہدہ گفتہ است قال الله تعالى

کہ اللہ آپ اوسکے سب کام بنا دیگا
(یعنی پروردگار مشرق اور مغرب کا نہین
کوئی معبود مگر وہ ہی پس اختیار کر تو اوسکو
وکیل) جب اوسکو وکیل کیا تو سب سے فارغ
ہوا اب خلقت سے نمل (یعنی صبر کر جو اہل
دنیا تجھپر طعن کرین اور تیری حقارت کرین
اور اون کو چھوڑدے اچھی طرح سے) ؛؛
یہ مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم ہے. اس
کہ دل صاف ہو جائے خلقت کی عبادت
اور دنیا کی شہوت سے - اور محسوسات
کے مشغلہ سے - اور صوفیون کا رستہ یہی
ہے - اور یہ نبوت کی راہ ہے - اور
یہ گمان نہ کرے کہ یہ امور پیغمبرون سے
مخصوص ہین - اس لئے کہ ہر آدمی اصل
فطرت مین اسکے لائق ہے (ہر بچہ پیدا
کیا جاتا ہے اسلام کی فطرت پر) جس کا
یہ اعتقاد ہو کہ اللہ کے ایسے بندے بھی
ہین جو بیداری مین وہ کچھ دیکھتے ہین جو اونکے
سوا نہین دیکھتا مگر سوتے مین تو اوسنے ہدایت
نہین پائی ایمان بالنبوة کی حقیقت کی) ؛
اور مجاہدہ کو سب محققین نے ثابت کیا ہے
اور اوسے مشاہدہ کا سبب فرمایا ہے
اور سہیل ابن عبد اللہ نے مجاہدہ کو
مشاہدہ کی علت فرمایا ہے ـــ فرمایا
اللہ تعالے نے ؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم
سبلنا وقال الجنید رحمة الله علیه المشاهدات
مواریث المجاهدات ولا یستقیم النهایات
بتصحیح البدایات وذا لا تیسر الا
بترک العادات وهجران المالوفات
بزرگان گفته اند تا صدق مجاهدت
نباشد صفائی سینه نباشد ــــ
طریق دوم توجه است و مراقبه
این طریق از طریق نفی و اثبات اعلے
و اقرب است. بجذبه واز طریق
مراقبه بمرتبه وزارت و تصرف در
ملک و ملکوت می توان رسید و
اشراف بر خواطر و بنظر موهبت نظر
کردن و باطنی را منور ساختن و دوام
بجمعیت خاطر و قبول دلها از دوام
مراقبه است و دوام دولت مراقبه
بے مقدمه قطع علایق و عوایق و
و صبر بر مخالفت نفس و احتراز از
صحبت اغیار میسر نه گردد. و مراقبه
آن ست که آن بیچون و بیچگون
که از اسم مبارک الله مفهوم میگردد
بے واسطه عبارت عربے و فارسی
و عبری و غیره و غیر آن ملاحظه
نماید دل خود را از محل صنوبری
دور ندارد و این معنے را به جمیع

اور جنہون نے مجاہدہ کیا ہماری راہ مین
البتہ ہم انکو اپنی راہ دکھاتے ہین اور فرمایا
جناب جنید رحمۃ اللہ نے مشاہدے میراث
ہین مجاہدون کی اور نہایت بے صحت نمازکے
نہین ہوتی اور یہ بات میسر نہین ہوتی. بجز
عادتون کے ترک کرنے سے اور الفت کی چیزون
جدا ہونے سے) بزرگون نے فرمایا ہے جبتک
صدق مجاہدہ نہوگا سینہ کی صفائی نہوگی +
دوسرا طریق توجہ اور مراقبہ ہے اور یہ طریق
نفی واثبات کے طریق سے اعلے ہی ـ اور
بہت قریب ہی جذبہ سے اور مراقبہ کے طریق
سے پہنچتا ہے مرتبہ کو وزارت اور تصرف کے
ملک و ملکوت مین اور دلون کے خطرے معلوم
کرنے لگتا ہے اور بخشش کے نظر کرنے کو اور کسی کے
باطن منور کردینے کو ـ اور دوام جمعیت خاطر اور
دلون کے مقبول ہونے کو یہہ امور اسی دوام
مراقبہ سے حاصل ہوتے ہین اور دوام دولت
مراقبہ بغیر پہلے ہونے قطع علایق اور عوایق اور
صبر کرنا مخالفت نفس پر اور بچنا اغیار کی صحبت
سے حاصل نہین ہوتا ـ اور مراقبہ کیا ہے وہ
بیچون وبیچگون کے معنے جو مبارک اسم اللہ
سے مفہوم ہوتے ہین بے واسطے کسی عبارت
عربی وفارسی وعبری وغیرہ کے دہیان
مین رکہنی ــ اور اپنے دل کو صنوبری
مقام سے دور نہ کہے ـ اور اس معنے کو تمام

مدارک و قوی در نگاهداشت تکلف
کنند تا آن زمان که بسبب مداومت
احضار تکلف از میان برخیزد واگر
درین معنی فتورے واقع شود باسم
ذات که الله است با توجه بآن معنی
مشغول شود تا ذکر بماند و همان حقیقت
ذکر حاصل شود اما در ابتدا بواسطه
ضعفے که بقیه است دریافت این معنے
میسر نمی شود ولیکن بتدریج این معنے
پرتو اندازد و چنان شود که غیر این معنی
در نظر بصیرت چیزے نه نماید هر چند
که از خود خواهد که تعبیر کند نتواند انا
الحق وهو الحق وهو الحق انا الحق گردد

شعر

ای برادر تو همین اندیشهٔ — ما بقی تو استخوان و ریشهٔ
گر گل ست اندیشهٔ تو گلشنی — ور بود خارے تو هیمه گلخنی

ای عزیز حق سبحانه و تعالے نفس ناطقه را
استعدادے بخشیده است که هر امرے
که متحقق فی نفس الامر است روی از درنگ
همان پذیرد و هر چیزے را که نصب العین
خود سازد حکم آن گیرد ؎

که گل گذرد بخاطرت گل باشی — ور بلبل بیقرار بلبل باشی
تو جزوی و حق کلست اگر روزے چند — اندیشهٔ کل پیشه کنی کل باشی

و طریقے که نگاهداشت این آسان تر باشد
آن است که دم را زیر ناف حبس کرده

تمام عضوون اور قوتون مین خواہ نخواہ نگاہ رکھے
جب تک اوسکی مداومت سے یہ زبردستی نگاہ
رکھنا دُور ہو جائے۔ اور جو اس معنی مین کچھ فتور
ہو جائی تو اسم ذات یعنے اللہ اوسکے معنے کیطرف
مشغول ہو۔ اوسی معنے سے تاکہ ذکر رہ جائے۔ اور وہی
ہی حقیقت ذکر کی حاصل ہو لیکن ابتدا مین اوس
ضعف کے سبب جو باقی ہے اس معنی کا حاصل
کرنا میسر نہین ہوتا۔ مگر آہستہ آہستہ ہو جاتا ہے
اور ایسا ہو جاتا ہی کہ اس معنی کے سوا اوس کی
بصیرت کی نظر مین کچھ نہین رہتا۔ ہر چند چاہی
بھی تو بھی نہین بیان کر سکتا انا الحق اور ھو
الحق۔ انا الحق ہو جاتا ہی ترجمہ شعر۔
اے بھائی تو تو فقط اندیشہ ہے + اور باقی تو
ہڈیان اور گوشت ہے + اگر تیرا اندیشہ پھول
ہی تو تو باغ ہے + اور جو کانٹا ہے تو ایندھن
ہے بھٹی کا + اے عزیز حق سبحانہ تعالی نے نفس
ناطقہ کو ایسی استعداد بخشی ہی کہ جس امر کیطرف کہ
نفس الامر مین متحقق ہے متوجہ ہو اوسی کا رنگ
قبول کرے۔ اور جس چیز کو اپنا نصب العین اور
مدنظر کرے اوس کا حکم حاصل کرے رباعی
اگر تیری خاطر مین گل گذری تو گل ہے تو + اور جو
بلبل بیقرار تو بلبل ہے تو + تو جزو ہے اور حق کل
ہے اگر چند روز + کل کا اندیشہ کرے تو کل ہو جائے
تو + اور وہ طریق جس سے اسکی نگاہداشت بہت
آسان ہو جائے یہ ہی کہ سانس کو زیر ناف حبس کر کے

و زبان را بکام و لب را بر لب جفسانده نفس را حبس کند بر وجہی کہ دم در درون بسیار تنگ نشود و در بیرون آمدن و در درون آمدن نفس و ما بین النفسین آگاہ باشد تا نفس ازین شغل غافل نگردد و در نسبت حضور مع اللہ فتورے واقع نشود تا برسد تا بجائے کہ بے تکلف این نسبت حاضر دل او بود و آگاہی صفت لازم دل گردد چنانکہ بینائی در باصرہ و شنوائی در سامع اگر کسے را چنان بخود آگاہ گردانند کہ از نہایت آگاہی وصف شعور با گاہے او را نماند نہایت استغراق است و اوائل درین حال بعضے را حواس ظاہرہ و باطنہ از ادراک امور محسوسہ و معقولہ معطل باشند و نہایت بیخودی روی نماید و بعضے را باوجود آنکہ این معنے بکمالہ میسر شود ہمہ حواس در کار خود باشند و این حال اشرف و اقوی ست برادل اگر کسے را وتوفے بمقاصد ارباب ولایت حاصل شدہ است یقین او خواہد بود کہ شہود و حضور و مشاہدہ کہ اہل ولایت را باشد عبارت از دوام حصول یاد داشت ست تعبیر ازان با گاہی کردہ باشد اگر درین مقام چنان شود کہ از شعور این نسبت نیز بے شعور بود و بجز ہستی حق نسبت نماند

اور زبان کو تالو سے اور لب کو لب پر بند کرکے۔ سانس کو روکے ایسی وجہ سے کہ سانس اندر بہت تنگ نہو جای اور سانس کے باہر آنے اور اندر جانے سے اور دونو دمونکے درمیان سے آگاہی ہو۔ کہ نفس یعنی سانس اس شغل سے غافل نہو جائے اور نسبت حضور مع اللہ مین فتور کچھہ نہ آجائے تو پہنچے وہان تک کہ بے تکلف یہ نسبت اوسکے دل مین حاضر ہو اور آگاہی دل کی صفت لازم ہو جائے جیسے آنکھونمین بینائی اور کانون مین شنوائی۔ اگر کسے کو اپنے سے آگاہ کرین کہ نہایت آگاہی کے سبب اوسکو اپنی آگاہی کا بھی شعور نرہی۔ نہایت استغراق ہی اور اول اول اس حال مین بعضے کے حواس ظاہر اور حواس باطن امور محسوسہ اور معقولہ کے دریافت اور معلوم ہونیسے معطل ہو جاتے ہین اور نہایت بیخودی ہو جاتی ہی اور بعضی کو باوجودیکہ یہ معنی خوب حاصل کمال کے ساتھہ ہو جاتے ہین سب اپنے اپنے کام مین ہوتے ہین تو یہ حال بہت اشرف اور بہت قوی ہی پہلے حال سے اگر کسی کو اہل ولایت کے مقصد کا حال معلوم ہوگا تو وہ یقین کریگا کہ شہود و حضور و مشاہدہ جو اہل ولایت کو ہوتا ہی۔ وہ دوام حصول یاد داشت ہی ہے اوسکو آگاہی کی عبارت مین ادا کیا ہے اگر اس مقام مین ایسا ہو جائے کہ

و اشتغال ظاہرہ مانع نمی باید از وجود
این نسبت و حضورش مانع نباید از اعمال
ظاہرہ وصف شاہدی و مشہودی از
تفضل برخیزد و چنان در بحر نیستی گم گردد
کہ از و نہ فعل ماند و نہ صفت نہ اسم و
نہ ذات این را بزرگان تعبیر بفناء فنا کردہ
اند اگر حق سبحانہ تعالی او را ازین مقام ترقی
بخشد و بہ بقا بعد الفنا رساند از خود
محض عنایت نورے بخشد کہ بآن نور
تواند دید کہ مشاہدہ جز او جل ذکرہ نیست
و اشیاء ہمہ مظاہر و مجالی آنحضرت
است جل ذکرہ و این معنی ملکہ وے
گردد او را از جملہ بالغان شمردہ اند
و برائے تکمیل ناقصان مقرر شوند و
اجازہ کردہ اند بصحبت و تربیت مستعدان
این طریق و در ہمین مقام اگر دل را تمکین
حاصل شدہ است حالش ہمہ شادی
و فرح بود کہ کوتین در جنبت او بمقدار
خردل نمی ارزد و اگر نظر دل بران بود
کہ ہنوز چیزی ماندہ است کہ بآن نرسیدہ
است حالش ہمہ شوق و قلق و اضطراب
و اشتیاق از ہیچ کاملے از انبیاء
و غیر ایشان زائل نشدہ است ہمیشہ حق
سبحانہ و تعالی دوستان خود را درین
فرح و اندوہ و اشتیاق سے داد

اور اشتغال ظاہری اوسکو اس نسبت سے مانع نہون
اور اوس کو حضور مانع نہون ظاہری اعمال سے
وصف شاہدی اور شہودی اوس کے
دل کی نظر سے اوٹھجای۔ اور ایسا دریای ہستی مین گم
ہوجائے کہ اوس سے نہ فعل رہے اور نہ صفت اور نہ اسم
اور نہ ذات۔ اسکو بزرگون نے فنا فنا کہا ہے
اگر اوسکو حق سبحانہ تعالی مقام ترقی بخشے اور
اور فنا کے بعد جو بقا ہے اسکو پہنچا دے تو اپنے پاس سے
محض عنایت سے ایسا نور بخشتا ہے کہ اوس نور سے
وہ دیکھ سکتا ہے کہ مشاہدہ سوای اللہ کے نہین ہے
اور کل اشیا اوسکے مظہر اور تجلی گاہ ہین۔ اور
یہ امر اوس کا ملکہ ہوجائے۔ ایسے شخص کو
بالغون مین سے گنتا ہے ——— اور ناقصون
کے کامل کرنے کو مقرر ہوتا ہے ——— اور
اجازت دی ہے صحبت اور تربیت کے اونکو
جو اس طریق کے مستعد ہون۔ اور اسی مقام مین اگر
تمکین دل کو حاصل ہوئی ہے تو اوس کا یہ حال ہے
کہ تمام و بالکل خوشی اور فرح ہے ایسی جسکے مقابل
مین دو نو جہان رائی کے دانہ کی برابر بھی نہین اور جو
دل کی نظر اوس پر ہے کہ ابھی کچھ رہ گیا ہے کہ اوسی نہین پہنچا
ہے تو اوسکا حال تمام شوق و قلق اور اضطراب
مین ہوتا ہے۔ ہرگز یہ اضطراب و اشتیاق
کسی کامل سے انبیا اور غیر انبیا سے زائل نہین ہوا
ہمیشہ حق سبحانہ و تعالی اپنے دوستون کو اس
خوشی اور غم اور اشتیاق مین رکھتا ہے ؛؛

الی میعاد یوم اللقاء زیرا کہ ہر لحظہ کہ تجلی
مشرف کنند بواسطہ این تجلے استعداد دیگر
حاصل شود الی غیر النہایۃ پس ہرچند کہ
زلال تجلیات اش تشنگی بیش نہ افاضہ
آبحیات حقیقی منقطع و نہ عطش محبان جمال
در نقصان و نہ زوال شعر۔
شربت الحب کاسا بعد کاس۔
فما نفد الشراب ولا رویت۔
طریق سیوم۔ رابطہ آنست بہ پیر کہ بمقام
مشاہدہ رسیدہ باشد و بہ تجلیات
ذاتیہ متحقق گشتہ باشد دیدار وے
بمقتضای ہم الذین اذا رأوا ذکر اللہ
فائدہ ذکر دہد و صحبت وے موجب ہم
جلساء اللہ نتیجہ صحبت مذکور دہد چون
صحبت چنین عزیزے دست دہد و اثر
آن را در خود بیابد چندانکہ تواند آن را
نگاہدارد و اگر حاضر نظر میان دو ابروے
وے گمارد و چنان رابطہ نماید کہ بجز وجود
آن عزیز ہیچ نماند و از وجود خود منسلخ
گردد بوجود وے متصف گردد و اگر
دران فتورے واقع شود باز بصحبت وے
رجوع نماید تا از برکت او آن معنی پرتو
اندازد و ہمچنین مرۃ بعد اخری تا آن زمان
کہ کیفیت معہودہ ملکہ وے گردد و در غیبت آن
عزیز صورت وے را در خیال گرفتہ بجمیع قواے

قیامت تک اس واسطے کہ جب کسی تجلی سے مشرف
ہوتا ہے تو اس تجلے کے سبب دوسری تجلی کی
استعداد حاصل ہوتی ہے اسی طرح آگے ہوتی
چلی جاتی ہے بے نہایت۔ تو جسقدر تجلیات زیادہ
ہوتی جاتی ہین اشتیاق زیادہ ہوتا جاتا ہے
نہ او دہر سے آبحیات فیض کا منقطع ہونا اور نہ
سے محبان جمال کی پیاس کم ہو تو جملہ شعر۔
یعنی محبت کی شراب کے پیالے پے در پے پئے
نہ شراب ہی چکی اور نہ مین نے بس کی ٭
تیسرا طریق رابطہ ہے۔ رابطہ اوسی کہتے ہین کہ جو ایسا
پیر ہو کہ مشاہدہ کے نام کو پہنچا ہوا ہو اور تجلیات
ذاتیہ سے متحقق ہو اوس کا دیدار بموجب (وہ وہ
لوگ ہین کہ جب ونکو لوگ دیکھین اللہ کا ذکر کرین)
کے ذکر کا فائدہ دیتا ہے اور اوسکی صحبت بموجب
(وہ اللہ کے ہمنشین ہین) کے نتیجہ اللہ کی صحبت
کا دیتی ہے۔ جب ایسی عزیز کی صحبت حاصل ہو
اور اوس کا اثر اپنے مین پائے۔ جسقدر ہو سکے اوسکو
نگاہ رکھے۔ اگر موجود ہو تو اوسکی دونو ابرو کے
درمیان نظر کرے۔ اور ایسا رابطہ کرے کہ سوا اُس
عزیز کے اور کسی کی ہستی نہ رہے۔ اپنی ہستی سے
نکل کر اوسکی ہستی سے متصف ہو جاے اور جو اُس
مین کچھ فتور واقع ہو جائے تو پھر اوسکی صحبت مین
رجوع کرے تا اوسکی برکت سے وہ امر حاصل ہو جائے
اور اسی طرح ایک بار دو بار تین بار کرے جبتک وہ
کیفیت معلومہ ملکہ نہو جائے جبتک ایسا کرے اور جو وہ

ظاہری و باطنی متوجہ قلب صنوبری گردد
ہر خاطری کہ تشویش دہد نفی کند تا کیفیت بیخودی
روی نماید و ہیچ طریق ازین اقرب نیست
بسیار باشد کہ چون مرید را قابلیت آن
باشد کہ پیر در وے تصرف کند در اول مرتبہ
وی را بمرتبہ مشاہدہ رساند بزرگان
گفتہ اند اصحبوا مع اللہ فان لم ..
تطیقوا مع من یصحب مع اللہ یعنے
ہمتی دار کہ با گاہی کہ پرتوی ست از
تجلے ذاتی مشرف شدہ از تعلق کونین
خلاص گردی و اگر طاقت این حیثیت
بکارے نداری آگاہ بکسانے باش
کہ بہ پرتو این تجلے مشرف شدہ
اند واز خود رہائی یافتہ وہمت شریف
ایشان از دلش تعلق بغیر نجات یافتہ
در کریمہ کونوا مع الصادقین اشارہ
ہمین ست وکسے را کہ صفائی فطرت باقی
باشد باشارۂ صاحب دولتے کہ بہ شہود
ذاتی رسیدہ باشد در اندک وقت
این دولت حاصل آید بے آنکہ ریاضت
ومحنت بسیار کشد + شعر
آنکہ بہ تبریز دید یک نظرش شمس دین
طعنہ زند بر دہ سخرہ کند بر چلہ

فصل ۳

ظاہری و باطنی سے قلب صنوبری کی طرف
متوجہ ہو۔ جو خطرہ پریشان کرے تو کیفیت
بیخودی کی حاصل ہو اور اس طریق سی کوئی اور طریقہ
بہت نزدیک نہیں ہی۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ مرید
مین اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر اوسمین تصرف کری
تو پہلے ہی دفعہ مین مشاہدہ کو پہنچا دیتا ہی۔ بزرگون
نے فرمایا ہے (یعنی ایسی ہمت رکھہ کہ آگاہی سے
جو ایک پرتوہ ہے تجلی ذاتی کا مشرف ہو کر کونین کے
تعلق سے خلاصی پائی اور جو ایسے کام کی طاقت
نہین ہے آگاہ اون لوگون سے ہو جو اس تجلی
مشرف ہوئی ہین۔ اور اپنی خودی سے رہائی
پائے ہوئے ہین اور اونکی ہمت شریفہ غیر کے
تعلق سے نجات پائی ہوئی ہے آیہ کریمہ (ہو جاؤ
تم ساتھ صادقون کے) مین اسی کی طرف اشارہ
ہے جسکے صفائی فطرت باقی ہوتی ہے وہ
کسی ایسے صاحب دولت کے اشارہ سے جو شہود
ذاتی کو پہونچا ہوا ہو۔ تھوڑے عرصہ مین اس دولت
کو پہونچ جاتا ہے بے ریاضت اور بدون
بہت محنت کرنے کے۔ ترجمہ شعر :
جس کو تبریز مین شمس دین نے ایک
نظر دیکھ لیا وہ طعنہ کرتا ہے
دہی پر اور ہنستا ہے
چلہ پر

فصل ۳

در بیان کلمات قدسیہ خواجہ عبدالخالق
غجدوانی کہ سر حلقۂ سلسلۂ خواجگانند
لاجرم الفاظ مصطلح ایشان کہ دانستن طریقہ
این عزیز است موقوف بر آنست مع فوائد
آخر کہ سالکان این طریقہ را از وی چارہ نیست
درین فصل ایراد کردم و حضرت خواجہ را
وصیت نامہ ایست در آداب طریقت کہ
برای فرزند معنوی خود خواجہ اولیاء کبیر
قدس سرہ نوشتہ اند مشتمل بر فوائد جزیلہ
و عوائد جلیلہ کہ ناگزیر برہمہ سالکان و
مریدان ست و از جملہ وصایاست این
چند فقرہ جامعہ کہ ایراد می یابد وصیت
می کنم ترا ای فرزند من بعلم و ادب
و تقوی در جمیع احوال بر تو باد کہ تتبع آثار
سلف کنی و ملازم سنت جماعت باشی
و فقہ و حدیث آموزی و از صوفیان جاہل
بپرہیزی ہمیشہ بجماعت گذاری بشرط
آنکہ امام و موذن نباشی ہرگز طلب
شہرت مکن کہ شہرت آفت است و بمنصبی
مقید مشو دائم گمنام باش و در قبالہا
نام خود منویس و بمحکمہ قضا حاضر مشو و
ضمان کسے مباش و بوصایای مردم درمیا
و با ملوک و ابنای ملوک صحبت مدار و خانقاہ
بنا مکن و در خانقاہ منشین و سماع بسیار
مکن کہ سماع نفاق پدید آرد و دل را بمیراند

بیان مین کلمات قدسیہ کے حضرت خواجہ
عبدالخالق غجدوانی رح جو سر حلقہ ہین خواجگان کے
سلسلہ کے۔ انکی اصطلاح کے الفاظ جنسے انکا طریقہ
معلوم ہوتا ہے مع اور فائدونکے جو اس طریقہ کے
سالکون کو بہت ضرور ہے اس فصل مین ہم بیان
کرتے ہین اور حضرت خواجہ کا ایک وصیت نامہ
ہے آداب طریقت مین جو انہون نے اپنے فرزند
معنوی خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ کے واسطے
لکھا ہے جسمین بہت بڑی بڑی فائدی ہین۔
جو سب سالکون اور مریدون کو بہت ضرور
ہین اور اون سب نصیحتون مین سے یہ چند
ایسے فقرے ہین کہ جامع ہین وہ لکھے جاتے
ہین۔ شروع مین تجھے وصیت کرتا ہون ای میرے
فرزند علم و ادب اور تقوی کے۔ ہر حال مین تو
اپنے پر لازم کرلے کہ پیروی آثار سلف کی کرے
اور تو ملازم سنت جماعت کا ہووے۔ اور تو
فقہ اور حدیث سیکھے اور جاہل صوفیون سے کنارہ
کرے ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھے۔ اس شرط
سے کہ موذن اور امام تو نہوئی۔ ہرگز شہرت
طلب نہ کرے کہ شہرت آفت ہے۔ اور کسی
منصب کا مقید نہو ہمیشہ گمنام رہو۔ اور قبالون
مین اپنا نام نہ لکھ۔ اور محکمہ قضا مین کبھی نہ جا۔
اور کسی کا ضامن نہو۔ اور لوگون کی وصیتون
مین نہ پڑ۔ اور بادشاہ اور شہزادون سے صحبت نہ کر
اور خانقاہ نہ بنا۔ اور خانقاہ مین نہ بیٹھ۔ اور بہت

وبہ سماع انکار مکن کہ سماع را اصحاب سماع
بسیار اند کم گوی و کم خور و کم خسپ و از خلق
بگریز ہمچنانکہ از شیر بگریزند و لازم خلوت خود
باش و با مردان و زنان و بدعتان و
توانگران و عامیان صحبت مدار حلال بخور
و از شبہہ پرہیز و تا توانی زن مخواہ کہ
طالب دنیا شوی۔ و در طلب دنیا دین
بباد دہی۔ بسیار مخند۔ در ہمہ بچشم شفقت
نگری۔ و ہیچ فردے را حقیر نشمری۔ ظاہر
خود را میارا ے کہ آرایش ظاہر از خرابی
باطن ست۔ و با خلق مجادلہ مکن و از کسے
چیزے مخواہ۔ و کسے را خدمت مفرماے و
مشائخ را بمال و تن و جان خدمت کن و
افعال ایشان را انکار منماے کہ منکر ایشان
ہرگز رستگاری نیابد بدنیا و اہل دنیا مغرور
مشو۔ باید کہ دل تو ہمیشہ اندوہ گین باشد
و بدن تو بیمار۔ و چشم تو گریان۔ و عمل تو
خالص و دعائے تو تضرع۔ و جامۂ تو کہنہ
و رفیق تو درویش۔ و مایۂ تو فقر و خانۂ
تو مسجد۔ و مونس تو حق سبحانہ و تعالی +
دہم از کلمات قدسیہ حضرت خواجہ
این ہشت کلمات است کہ بنا طریقہ خواجگان
قدس اللہ اسرارہم بر آنست۔ ہوش در دم
نظر بر قدم سفر در وطن۔ خلوت در انجمن
یادکرد بازگشت۔ نگاہداشت۔ یادداشت

اور سماع کا انکار نہ کر کہ سماع
کے اصحاب بہت ہین۔ کم بول۔ اور کم سو
اور خلقت سے بھاگ جیسے شیر سے بھاگتے ہین
اور اپنی خلوت کا لازم رہو۔ اور مردون اور
عورتون اور بدعتیون اور تونگرون سے صحبت
نرکھ۔ حلال کھا۔ اور شبہہ سے پرہیز کر۔ اور
جبتک ہو سکے نکاح نہ کر کہ دنیا کا طالب ہوگا۔
اور دنیا کی طلب مین دین برباد کریگا۔ بہت نہ ہنس
لوگون کو شفقت کی نظر سے دیکھ۔ اور کسی کو بھی
حقیر نہ جان۔ اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی
آرایش باطن کی خرابی کے سبب سے ہی خلقت سے
جھگڑ نہین۔ اور کسی سے کچھ نہ چاہ۔ اور کسی کو
کچھ خدمت نفرما۔ اور مشایخ کے مال و جسم و جان
سے خدمت کر۔ اور اونکے افعال کا انکار نہ کر کہ انکا
منکر ہرگز رہائی نہ پائیگا عذاب سے۔ دنیا اور
دنیا دارون پر مغرور نہو چاہیے کہ تیرا دل ہمیشہ
اندوہگین رہے۔ اور تیرا بدن بیمار۔ اور آنکھیں روتی
ہوئین۔ اور تیرے عمل خالص اور دعا عاجزی کا
گڑگڑانے کے ساتھ۔ اور کپڑے پرانے۔ اور
تیرے رفیق درویش۔ اور تیری پونجی فقر۔ اور
تیرا گھر مسجد۔ اور تیرا مونس حق سبحانہ و تعالی +
اور حضرت خواجہ کے کلمات قدسیہ مین سے یہ آٹھ
کلمہ ہین کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ
بنا انہین پر ہے۔ وہ ہین ہوش در دم۔ نظر بر قدم
سفر در وطن۔ خلوت در انجمن یادکرد۔ بازگشت

وغیر این همه پنداشت و پوشیده نماند
که سه کلمه دیگر است از جمله مصطلحات اند
طائفه علیه و آن وقوف زمانی - و وقوف
عددی - و وقوف قلبی که جمله یازده است
مولانا سعد الدین کاشغری قدس سره
فرموده اند که هوش در دم یعنے انتقال
از نفسے بنفسے مے باید که از سر غفلت
نباشد از سر حضور باشد و هر نفسیکه
می زند از حق سبحانه و تعالی خالی و
غافل نباشد و حضرت خواجه عبید الله
احرار قدس سره می فرموده اند که درین
طریقه رعایت و حفظ نفس مهم داشته
اند یعنے می باید که جمیع انفاس بر نعت
حضور و آگاهی مصروف شود و اگر
کسے محافظت نفس نمی کند می گویند که فلان
کس گم کرده است یعنے طریق و روش
گم کرده است و حضرت خواجه بهاء الدین
قدس سره فرموده اند که بنا کار درین راه
بر نفس باید کرد و نفس را نگذارد که ضائع
گردد در خروج و دخول و دخول حفظ
ما بین النفسین سعی نماید که بغفلت فرو نرود
و بر نیاید

ای مانده ز بحر علم بر ساحل عین	در بحر فراغت آ و بر ساحل شین
بردار صفا نظر ز موج کونین	آگاه به بحر باش بین النفسین

حضرت خواجه مولانا نور الدین

اور ان کے سوا سب نصیحت ہے کہ وہ اور تین
کلمے ہین اصطلاحون مین سے - اس طریقہ علیہ کے
ایک وقوف زمانی اور ایک وقوف عددی اور
وقوف قلبی تو سب گیارہ کلمے ہین مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے
کہ ہوش در دم یعنی انتقال ایک نفس سے دوسرے
نفس کی طرف چاہیے کہ غفلت سے نہو حضور کے
ساتھ ہو - جو سانس لے اللہ سے خالی اور غافل
نہو اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے
فرمایا ہے کہ اس طریقہ مین نفس کی رعایت و نگہبانی
بہت ضرور ہے یعنے چاہیے کہ ہر سانس ساتھ
حضوری اور آگاہی کے مصروف ہو - اور جو کوئی
رعایت سانس کی نہین کرتا تو کہتے ہین فلان
شخص طریقہ بھول گیا - اور حضرت خواجہ بہاء الدین
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اس راہ مین کام کی بنا
سانس پر کرنی چاہیئے کہ سانس ضائع نہو سانس
باہر آنے اور اندر جانے مین اور ان دونو سانسون
مین نگاہبانی چاہیئے اور کوشش چاہیے کہ
غفلت سے نہ آئین جائین - ترجمہ رباعی
آئے دریای علم چھوڑ کر کنارہ پر رہے ہوئی
دریا مین فراغت ہے کنارہ پر برائی دو تو
جہان کی موج سے صاف نظر اوٹھالے
دریا سے آگاہ ہو درمیان دو سانسون کے
حضرت خواجہ مولانا نور الدین ٭
٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

عبدالرحمان الجامی قدس سره السامی در شرح
شرح رباعیات آورده اند که شیخ ابوالجناب
نجم الدین کبری قدس الله روحه در رساله
فواتح الجمال می فرمایند که ذکرے که جاری
است بر نفوس حیوانات انفاس ضروریه
ایشان ست زیرا که در برآمدن و فرو رفتن
نفس حرفها کہ اشارت بغیب هویت حق
سبحانه و تعالی ست گفته می شود اگر خواهند
و اگر نخواهند همین حرفهاست که در اسم مبارک
الله است والف ولام از برای تعریف ست
و تشدید لام از برائے مبالغه دران تعریف
پس می باید که طالب هوشمند در نسبت آگاهی
حق سبحانه و تعالی بدین وجه باشد که
در وقت تلفظ باین حرف شریف هویت
ذات حق سبحانه و تعالی ملحوظ وے باشد و
در خروج و دخول نفس واقف بود که در
نسبت حضور مع الله فتورے واقع نشود
تا برسد باینجا که بے تکلف نگاه داشت او
این نسبت همیشه حاضر دل او بوده و بتکلف
نتواند که این نسبت را از دل دور کند۔

رباعی

با غیب هویت آنکه ای حرف شناس
انفاس ترا بود بران حرف اساس
باش آگه ازان حرف درامید و هراس
حرفے گفتم شگرف اگر دارے پاس

عبدالرحمن جامی قدس سرہ السامی رباعیات کی شرح
کے آخر مین فرماتے ہین کہ شیخ ابوالجناب نجم الدین
کبری قدس سرہ نے رسالہ فواتح الجمال مین
فرمایا ہے کہ جو ذکر کہ جاری کیا ہے حیوانات
کے نفسون پر یہہ اون کے انفاس ضروریہ
ہین۔ اسواسطے کہ سانس کے آنے جانے مین جو
حرف جہارت سے ساتھہ غیب ہویت حق
سبحانہ تعالی کے کہے جاتے ہین۔ اگر چاہین
یا نچاہین وہ ہی حرف ہین جو اللہ کے اسم مبارک
مین ہین۔ اور الف و لام تعریف کا ہے اور
لام کی تشدید اوس تعریف کے مبالغے کے واسطے
ہے۔ تو چاہیے کہ طالب ہوشمند حق سبحانہ تعالی
کی آگاہی کی نسبت مین ایسی وجہ پر ہو کہ جب
حرف تلفظ مین آئین حق سبحانہ تعالی کی ہویت
ذات اوس کی ملحوظ ہو اور سانس کے اندر جانے
اور باہر آنے مین واقف ہو کہ نسبت حضور مع
اللہ مین کچھہ فتور نہ پڑے۔ یہان تک کہ وہان
پہنچے کہ بے تکلف اس نسبت کی نگاہداشت
ہمیشہ اوس کے دل مین حاضر رہے ایسے کہ
تکلف سے بہی اس نسبت کو دل سے دور نہ کر سکے۔

ترجمہ رباعی

غیب کے ساتھہ ہویت ہے ای حرف پہچاننے والے
تیرے سانسون کی اوسی پہ بنیاد ہے
اوس حرف سے آگاہ رہو ہر حال مین
یعنی یہ ایک نادر بات بتائی ہی اگر تو نگاہ رکہے

پوشیده نماند غیبت هویت که حضرت
عبد الرحمن جامی عارف ربانی درین
رباعی گفته اند باصطلاح اهل تحقیق عبارت
است از ذات حق سبحانه وتعالی باعتبار
لاتعین یعنی بشرط اطلاق حقیقی که مقید نیست
باطلاق نیز ممکن نیست که درین مرتبه
هیچ علمی وادراکی هرگز بوی متعلق گردد
وازین حیثیت مجهول مطلق است +

نظر بر قدم آنست که سالک را در رفتن و
آمدن در شهر وصحرا وهمه جا نظر بر پشت
پای او باشد تا نظر او پراگنده نشود بجائی
که نمی باید نیفتد ومی شاید که نظر بر قدم
اشارت بسرعت سیر سالک بود در قطع
مسافات هستی وطی عقبات خود پرستی
یعنی هر جا که نظرش منتهی شود فی الحال قدم
بران نهد، وآنکه ابو محمد رویم قدس سره
گفته است که ادب المسافر ان لا یجاوز
همته قدمه اشارت باین معنی ست
وحضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی
قدس سره السامی در کتاب تحفة الاحرار
در منقبت حضرت خواجه بهاء الدین قدس
سره این مضمون را چنین بنظم آورده اند

ابیات

کم زده بی همدمی هوش دم	در گذشته نظرش از قدم
بسکه ز خود کرده بسرعت سفر	باز نمانده قدمش از نظر

پوشیده نرہے کہ غیبت ہویت جو حضرت
عبد الرحمن جامی عارف ربانی نے یہ رباعی
فرمائی ہے اہل تحقیق کی اصطلاح مین عبارت ہے
ذات حق سبحانہ تعالی سے - باعتبار لاتعین کے
یعنی بشرط اطلاق حقیقی کے کہ مقید نہین اطلاق
سے بھی - ممکن نہین ہے کہ اس مرتبہ مین کوئی
علم اور کوئی ادراک ہرگز اوس سے متعلق ہو اور
اس حیثیت سے مجہول مطلق ہے -

نظر بر قدم یہ ہے کہ سالک کی نظر آنے جانے
مین شہر اور جنگل مین سب جگہہ پشت پا
پر رہی اس لئے کہ اوسکی نظر پریشان ہو جہان
نچاہئے وہان نہ جا پڑے - اور یون بھی
ممکن ہے کہ نظر بر قدم اشارہ ہو - سرعت سیر
سالک سے ہستی کی مسافت کے قطع کرنے مین
اور خود پرستی کی گھاٹیان طی کرنے مین یعنی جس
جای اوسکی نظر منتہی ہو فورًا اوسپر قدم رکھے - اور
وہ جو ابو محمد رویم قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ
مسافر کا ادب یہ ہی کہ اوسکی ہمت اوسکے قدم سی
تجاوز نہ کرے) اشارت اسیطرف ہی - اور
حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس سرہ نے
ایسا ہی کتاب تحفۃ الاحرار مین منقبت مین حضرت
خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کے یہ مضمون اس طرح
نظم مین لائے ہین -

کم زده بی همدمی هوش دم	در گذشته نظرش از قدم
بسکه ز خود کرده بسرعت سفر	باز نمانده قدمش از نظر

سفر در وطن آنست کہ سالک در طبیعت
بشری سفر کند یعنے از صفات بشری بصفات
ملکی و از صفات ملکی بصفات رحمانی بحکم
تخلقوا باخلاق اللہ انتقال فرماید و
حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس
سرہ فرمودہ اند کہ شخصے خبیث بہر جای
کہ انتقال کند خباثت از وے زائل نشود
تا انتقال نکند از صفات خبیثہ بدانکہ احوال
مشایخ طریقت قدس سرہ در اختیار سفر
و اقامت مختلف است بعضے از ایشان
در بدایت سفر کنند و در نہایت مقیم شوند
و بعضے در بدایت مقیم شوند و در نہایت
سفر کنند و بعضے در بدایت و نہایت
مقیم شوند و سفر نکنند و بعضے در بدایت
و نہایت سفر کنند و مقیم نشوند و ہر طائفہ
را ازین چار فرقہ در سفر و اقامت نیتے
صادق و غرضے صحیح است چنانچہ در ترجمہ
عوارف مشروح است اما طریقہ خواجگان
قدس اللہ تعالی ارواحہم در سفر و اقامت
اینست کہ در بدایت حال چندان سفر
کنند کہ خود را بملازمت عزیزے رسانند
پس در خدمت وے مقیم شوند و اگر ہم
در دیار خود کسی را ازین طائفہ یابند ترک
سفر کردہ بملازمت وے شتابند و سعی جمیل
در تحصیل ملکہ آگاہی بتقدیم رسانند بعد از

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک طبیعت بشری سے
سفر کرے - یعنی صفات بشری سے صفات ملکی کی
طرف - اور صفات ملکی سے صفات رحمانی کیطرف
بموجب تخلقوا باخلاق اللہ (اللہ کی عادتین
اختیار کرو) کے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ شخص خبیث جسجای انتقال
کرے یعنی جہان جای اوسکی خباثت موقوف نہین ہوتی
جب تک اون صفات خبیثہ کو ترک نہ کرے - جاننا
چاہیے کہ مشایخ طریقت کا حال سفر و اقامت کے
اختیار کرنے مین مختلف ہے بعضے انہین سے ابتدا مین
سفر کرتے ہین اور انتہا مین اقامت اختیار کرتے
ہین - اور بعضے ابتدا مین مقیم ہوتے ہین - اور
اخیر مین سفر کرتے ہین - اور بعضے اول اور آخر
مقیم ہی رہتے ہین سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ
سفر ہی کرتے ہین - اقامت نہین کرتے - اور
چار فرقون مین ہر فرقہ کے سفر اور اقامت مین
نیت صادق اور غرض صحیح ہوتی ہے جیسا کہ
عوارف کے ترجمہ مین مشروح ہے - لیکن طریقہ
خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا سفر اور اقامت
مین یہ ہے کہ ابتدای حال مین اتنا سفر کرتے ہین
کہ کسی عزیز کی ملازمت مین پہنچ جائین اور پھر
اوسکی خدمت مین اقامت کرین اور جو اپنی ہی ملک
مین یا شہر مین کسی ایسے کو پالیتے ہین تو سفر ترک کرکے
اوسکی ملازمت مین رہتے ہین اور خوب کوشش
کرتے ہین - ملکہ آگاہی کے حاصل کرنے مین - بعد

حصول صفت ملکه سفر و اقامت علی السویه
است حضرت خواجه عبید الله احرار قدس
سره فرموده اند که مبتدی را در سفر جز
پریشانی هیچ حاصل نیست چون طالبے
بصحبت عزیزے رسد وی را می باید که اقامت
کرده قیام خدمت وے نموده وصف
تمکین حاصل کند و ملکه نسبت خواجگان
قدس الله تعالیٰ ارواحهم بدست می باید آورد
بعد ازان بهر جا که بود هیچ مانع نیست

رباعی

یارب چه خوش است بے دهان خندیدن
بیواسطهٔ چشم جهان را دیدن
بنشین و سفر کن که بغایت خوبست
بے منت پا گرد جهان گردیدن

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی
قدس سره در اشعة اللمعات در شرح
این بیت که

آئینه صورت از سفر دور است
کان پذیرای صورت از نور است

چنان فرموده اند که بجانب صورت سفر کند
و جنبش نماید زیرا که پذیرائی صورت از جهة
صفا و نورانیت وجه خود شده است هرچه
در مقابله وی مے افتد در وی مینماید و صورت
آن در وے منطبع میگردد بے حرکت وی
بسوے صورت همچنین چون آئینه معنوے

حاصل ہونے صفت کے ملکہ کے سفر اور اقامت
دونو برابر ہین۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو سفر مین
سوای پریشانی کے اور کچھہ حاصل نہین۔ جب
کوئی طالب کسی عزیز کے صحبت مین پہنچے اوسی
چاہیے کہ اقامت کرکے اوسکی خدمت مین رہے
اور وصف تمکین حاصل کرے۔ اور ملکہ نسبت
کا خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا تحصیل کرے
اسکے بعد جہان ہو کچھہ مانع نہین۔

ترجمہ رباعی

یارب کیا اچھا ہے بے مُنہ کے ہنسنا +
اور بے واسطے آنکھ کے دیکھنا
بیٹھہ جا اور سفر کر کہ یہ بہت اچھا ہے
بے پاؤن کے جہان مین سیر کرنا

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمن جامی قدس
سرہ نے اشعۃ اللمعات مین اس بیت کی شرح
مین کہ۔

آئینہ صورت از سفر دور است
کان پذیرای صورت از نور است

یون فرمایا ہے کہ صورت کیطرف سفر نہین کرتا ہے
اسواسطے کہ صورت کا قبول کرنا بسبب صفا اور نورانیت
اپنی وجہ کے ہوا ہے جو کچھہ اوسکے مقابلہ مین آئے
اور صورت دکھائی اوسکی صورت اوسمین منطبع
ہوجاتی ہے اور وہ آئینہ کچھہ حرکت صورت
کے طرف نہین کرتا اسی طرح دل کا آئینہ معنوی

دل از حشویات صور کونیہ خلاص یافت
و بنور و صفا وسیرا گرفت و ظلمات و خواہشہائے
طبعی زائل شد در قبول تجلیات ذات
و صفات الٰہیہ حاجت سیر و سلوک ندارد
زیراکہ سیر و سلوک وے عبارت از تصفیہ
و تصقلہ وجہ قلب ست چون آن صفا و صقالت
رسید از سفر سیر و سلوک مستغنی شد خلوت
در انجمن از حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس
اللہ سرہ پرسیدند کہ بنا و طریقہ شما بر
چیست فرمودہ خلوت در انجمن بظاہر با
خلق و بباطن با حق سبحانہ و تعالیٰ کہ مضمون
حدیث الصوفی ھو الکائن والباطن

شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش
اینچنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

آنچہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرمودہ است کہ
رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن
ذکر اللہ تعالیٰ اشارت باین مقام
است فرمودہ اند کہ نسبت باطنی درین
طریقہ چنان افتادہ است کہ جمعیت دل
در بلا و در صورت تفرقہ بیشتر از ان بود
کہ در خلوت و فرمودہ اند کہ طریقہ ما صحبت
است کہ در خلوت شہرت و در شہرت
خیریت و جمعیت در صحبت بشرطے کہ نفی
بود در یکدیگر خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ

صور کونیہ کے حشویات سے خلاص ہوتا ہے
اور نور و صفا اوسکو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور طبعی
خواہشون کے ظلمات زائل ہو جاتے ہین۔ تو
وہ تجلیات ذاتیہ اور صفاتیہ الٰہیہ کا قبول
کرنیوالا ہو جاتا ہے۔ کچھ حاجت سیر و سلوک
کی نہین رکھتا۔ اسواسطے کہ اوسکا سیر و سلوک
تصفیہ و تصقلہ قلب کی وجہ کا ہے۔ جب وہ
صفا اور صقالت کو پہنچ گیا۔ سفر سیر و سلوک سے
مستغنی اور بے پرواہ ہو گیا۔ خلوت در انجمن حضرت
خواجہ بہاؤالدین قدس اللہ سرہ سے پوچھا کہ
آپکے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے فرمایا خلوت
در انجمن پر بظاہر با خلق۔ اور بباطن با حق سبحانہ
کہ حدیث شریف کا مضمون ہے اَلصُّوفِی ھُوَ
الکَائِنُ وَالبَاطِنُ + ترجمہ شعر۔

باطن مین آشنا ہو اور ظاہر مین بیگانہ رہ +
ایسا زیبا روش جہان مین کم ہوتا ہے +

وہ جو حق سبحانہ تعالےٰ لئے فرمایا ہے کہ (وہ
ایسے لوگ ہین کہ اونکو سوداگری اور خرید و فروخت
اللہ کے ذکر سے غافل نہین کرتے۔) وہ
اسی مقام کا اشارہ ہے۔ فرمایا ہے کہ باطنی
نسبت اس طریقہ کی ایسی ہی ہے۔ کہ ظاہر مین
جمعیت دل کی۔ اور تفرقہ کی صورت مین اوس
سے زیادہ جو خلوت مین ہو۔ اور فرمایا ہے
ہمارا طریقہ صحبت ہے کہ خلوت مین شہرت ہوتی
ہے۔ اور شہرت مین آفت ہے۔ خیریت جمعیت

فرموده اند که خلوت در انجمن آنست که
اشتغال و استغراق در ذکر بمرتبه برسد
که گر ببازار درآید هیچ سخن و آواز
بازاریان نشنود از استیلاء ذکر بر حقیقت
دل حضرت خواجه عبید الله احرار قدس
سره فرموده اند که بسبب اشتغال بذکر از
روی جد و اهتمام در مدت پنج شش روز
باین مرتبه می رسد که همه آوازها و حکایات
مردم ذکر نماید و سخن که گوید ذکر شنود در
جمع قاضی محمد قدس سره منقول است
که حضرت خواجه عبید الله احرار فرموده
اند که در ابتدای سلوک ذکر بر من چنان مستولی
بود که اگر بادے می وزید یا برگ درختے
می جنبید و یا آواز گفتگوی مردمان بگوش
من میرسید همه ذکر می پنداشتم بر کرا در
بدایت حال چنان نشود بنهایت وی بغایت
کمالات ذات برسد یاد کرد و آن عبارت
از ذکر لسانی و با قلب ست حضرت مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سره فرموده
اند که طریق تعلیم ذکر آنست اول شیخ بدل
گوید لا اله الا الله محمد رسول مرید دل خود را
حاضر کند و بمقابله دل شیخ بدارد و چشم فراز
کند و دهان استوار دارد و زبان را بکام
بچسپاند و دندان را بر هم نهد و نفس را
بگیرد و با قوت و تعظیم تمام ذکر شروع کند

فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ
اشتغال و استغراق ذکر مین اس مرتبہ کو پہنچے
کہ اگر بازار مین آئے بازار والون کی کوئی
بات اور آواز نہ سنائی دے ایسا غلبہ ذکر کا
دل کی حقیقت پر ہو۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس
سرہ نے فرمایا ہے کہ ذکر مین مشتغل ہونا کوشش
و اہتمام سے پانچ چھہ روز مین حاصل ہو
جاتا ہے کہ سب آوازین اور حکایتین لوگونکے
ذکر معلوم ہوتی ہین۔ اور جو بات کرتا ہے ذکر
سنائی دیتا ہے۔ قاضی محمد قدس سرہ کے جمع مین
منقول ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ابتدای سلوک مین
ذکر مجھپر اس قدر غالب تھا کہ اگر ہوا بھی چلتی تھی
یا کسی درخت کا پتا کھڑکتا تھا۔ یا کسی آدمی کی
آواز میرے کان مین پہنچتی تھی سب مجھکو ذکر معلوم ہوتا
تھا جسکا ابتدا مین حال ایسا نہو وہ نہایت مین
کمالات ذات کو نہین پہنچتا ہے۔ یاد کرد۔ کبھی
ہین ذکر زبانی دل کے ساتھ۔ حضرت مولانا
سعد الدین کاشغری قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ
ذکر کی تعلیم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شیخ دل مین
کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مرید اپنا دل
حاضر کرے اور شیخ کے دل کے مقابلہ مین رکھے اور
آنکھین بند کرلے۔ اور منہ مضبوط بند کرتے اور
زبان کو تالو سے لگالے۔ اور دانت دانتون پر
رکھ لے۔ اور سانس کو اوٹھائے اور خوب قوت

موافقت شیخ بدل گوید نه بزبان و حبس
نفس صبر کند در یک نفس سه بار گوید چنانکه
اثر حلاوت ذکر بدل برسد و حضرت
خواجه عبید الله احرار قدس سره در بعضے
از کلمات قدسیه نوشته اند که مقصود
از ذکر آنست که دل همیشه آگاه بحق سبحانه
تعالے باشد بوصف محبت و تعظیم اگر
در صحبت ارباب جمعیت این آگاهی حاصل
شود خلاصه ذکر حاصل شد و اگر در صحبت
این آگاهی حاصل نشود طریق آنست که ذکر
گفته شود بطریقے که در فصل سابق گذشته
و بازگشت عبارت است از ملاحظه ذکر
یعنی هر بارے که بزبان و دل کلمه طیبه را
بگوید باید که در عقب آن بهمان زیاده
گوید خداوندا مقصود من توئی و رضاء
تو زیرا که این کلمه بازگشت نفی کننده هر
خاطرے را که بیاید از نیک و بد تا ذکر او
خالص ماند و سر او از ماسوی فارغ گردد
اگر مبتدی در بدایت ذکر بکلمه بازگشت از
خود صدقے در نیابد باید که ترک آن نکند
زیرا که بتدریج آثار صدق بظهور می آید +
نگاهداشت و آن عبارت است از مراقبه خواطر
است چنانکه در یک دم چند بار کلمه طیب
گوید تا خاطر بغیر نرود حضرت مولانا..
سعد الدین قدس سره در معنے این کلمه

ذکر کرے موافق شیخ کے۔ دل سے نہ زبان
سے نہیں اور سانس کو روکے ایک سانس مین
تین دفعہ کہے ایسا کہ ذکر کرکے حلاوت کا اثر
دل مین پہنچے اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس سرہ نے اپنے بعضے کلمات قدسیہ مین
لکھا ہے کہ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دل ہمیشہ حق
سبحانہ تعالی سے آگاہ رہے محبت اور تعظیم کے
ساتھ۔ اگر یہ آگاہی اہل جمعیت کی صحبت مین
حاصل ہو جاے تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہوگیا۔
اور جو صحبت مین یہ آگاہی حاصل نہ ہو تو یہ طریقہ ہے
کہ ذکر کیا جاے۔ اوسطرح جسطرح پہلی فصل مین
گذرا ہے۔ اور بازگشت کہتے ہین ذکر کے ملاحظہ کو
یعنی ہر دفعہ جب زبان و دل سے کلمہ طیبہ کہے تو
اوسکے پیچھے اوسی زبان سے کہے کہ الٰہی میرا مقصود
تو ہی ہے اور تیری رضا اسواسطے کہ یہ کلمہ بازگشت
نفی کرنے والا ہے۔ ہر خطرہ کا نیک و بد جو آئے تاکہ
اوسکا ذکر خالص ہو جائے اور اوسکا سر ماسوا سے
فارغ ہو اگر مبتدی شروع مین بازگشت کے کلمہ کا
صدق اپنے مین نپائے۔ تو چاہیے کہ ترک نہ کرے
اسواسطے کہ رفتہ رفتہ صدق کا ظہور ہو جائیگا۔
نگاہداشت کہتے ہین خطرون کے مراقبہ سے ایک
دم مین کئی دفعہ کلمہ طیبہ کہے کہ غیر کا خطرہ نہ آئے
حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہ نے
اس نگاہداشت کے کلمہ کے یہ معنے

فرمودہ اند باید کہ یک ساعت و دو ساعت
وزیادہ از دو ساعت آنمقدار کہ میسر شود
خاطر خود را نگاہ دارد کہ غیرے بخاطر وی
نگذرد۔ از خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ
کہ از کبار اصحاب و مخصوصات حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار بودند منقول است
کہ فرمودہ اند کہ ملکہ در نگاہداشت بآن
وجہ رسیدہ است کہ از وقت طلوع
فجر تا چاشت بلند دل را از خطور اغیار
نگاہ می توان داشت بر وجہے کہ درین
مقدار زمان قوت متخیلہ از عمل خود معزول
گردد۔ پوشیدہ نماند کہ عزل قوت متخیلہ
بتمامہا از عمل اگرچہ نیم ساعت باشد نزد
اہل تحقیق امرے بغایت عظیم است و
آن از نوادر ست و بعضے کمال اولیا را احیاناً
ایں معنی دست می دہد چنانکہ حضرت شیخ
محی الدین ابن العربی قدس اللہ تعالی سرہ
در فتوحات مکی آنجا کہ بیان سجود قلب کردہ
اند در اسولہ و اجوبہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی
قدس اللہ تعالی سرہ تحقیق این کردہ اند +
یادداشت کہ مقصود ازین ہمہ آنست عبارت
از دوام آگاہی است بحق سبحانہ تعالے
بر سبیل ذوق و بعضے باین عبارت گفتہ
اند کہ حضور بے غیبت ست و نزد اہل تحقیق
مشاہدہ کہ استیلاء شہود حق ست بر دل

فرمائی ہیں۔ چاہیے کہ ایک ساعت دو ساعت
اور دو ساعت سے زیادہ جسقدر ہوسکے اپنی
خاطر کو نگاہ رکھے۔ کہ غیر کا خطرہ اسمیں
نہ آئے ۔۔ حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ
جو بڑے اصحاب اور مخصوصان حضرت
خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے ہیں۔ انسے
منقول ہے کہ ملکہ نگاہداشت ہیں اوس وجہ سے
پہونچا ہے۔ کہ طلوع فجر سے جب تک چاشت
کا وقت بلند ہو۔ دل کو اغیار کے خطور سے
نگاہ رکھ سکتا ہے ایسی وجہ پر کہ اس قدر
وقت میں قوت متخیلہ اپنے عمل سے معزول ہوجاوے
پوشیدہ نرہے کہ قوت متخیلہ کا بالکل معزول
ہوجانا اگرچہ آدھی ساعت ہو۔ اہل تحقیق
کے نزدیک ایک امر عظیم ہے بہت بڑا اور
یہ نوادر سے ہے اور بعضے بڑے اہل کمال
کو یہہ بات کبھی کبھی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضرت
شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ نے فتوحات
مکی میں جہاں بیان سجود قلبی کا کیا ہے۔ سوال و
جواب میں خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس
اللہ سرہ کے اس امر کے تحقیق کے ہے۔
یادداشت۔ اس سے مقصود دوام آگاہی
ہے۔ حق سبحانہ تعالے سے برسبیل ذوق کے
اور بعضوں نے کہا ہے حضور بے غیبت ہے
اور اہل تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے
کہ استیلاء شہود حق ہے ۔۔ دل پر

بتوسط حب ذاتی کنایت از حضور یادداشت
وحضرت خواجه احرار در شرح این
چهار کلمه که مذکور شد این عبارت
فرموده اند که یاد کرد عبارت از تکلف
است در ذکر و باز گشت عبارت از
رغبت بحق سبحانه وتعالی بران وجه که
هر بار که کلمه طیب را گوید از عقب آن بدل
اندیشد که خداوندا مقصود من توئی و
نگاهداشت عبارت از محافظت این رجوع
است و یادداشت عبارت از رسوخ است در
نگاه داشت - وقوف زمانی حضرت بهاؤالدین
قدس سره فرموده اند وقوف زمانی که کار
گذارنده راه است آنست که بنده واقف احوال
خود باشد در هر زمانی که صفت وحال او
چیست موجب شکر است یا موجب عذر و حضرت
مولانا یعقوب چرخی قدس سره فرموده اند و
در حال بسط بشکر فرموده اند که رعایت این
دو حال وقوف زمانی است و هم حضرت خواجه
بزرگ فرموده اند که بنای کار سالک را در وقوف
زمانی بر ساعت نهاده اند تا دریابنده نفس شود
که بحضور میگذرد یا بغفلت که اگر بر نفس بنا نکنند
دریابنده این دو صفت نشود - وقوف زمانی
عبارت از محاسبه است - حضرت خواجه بزرگ فرموده
اند که محاسبه آنست که هر ساعتی که آنچه بر ما
گذشته است محاسبه میکنیم که غفلت

بواسطہ حب ذاتی کے کنایہ حضور یادداشت
سے ہے اور حضرت خواجہ احرار نے ان چاروں
کلموں کی شرح جو مذکور ہوئے ہیں یوں
فرمائی ہے کہ یاد کرد ذکر میں تکلف ہے اور
بازگشت حق سبحانہ تعالیٰ سے رغبت اس
وجہ سے کہ ہر دفعہ جو کلمہ طیبہ کہے اوسکے پیچھے
کہے کہ خداوندا میرا مقصود توہی ہے اور
نگاہداشت محافظت اس رجوع کی ہے۔
اور یادداشت رسوخ نگاہداشت سے ہے۔
وقوف زمانی حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس
سرہ نے فرمایا ہے کہ وقوف زمانی یہ ہے کہ
بندہ اپنے حال سے واقف ہو ہر وقت
کہ اوسکا کیا حال اور کیا صفت ہے شکر کے
لائق ہے یا عذر کے۔ اور حضرت مولانا یعقوب
چرخی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اور بسط کے
حال میں شکر ہے کہ رعایت ان دونوں
حال کی وقوف زمانی میں اور یہ بھی حضرت
خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بنا
کار وقوف زمانی میں ساعت پر مقرر ہے
کہ معلوم کرے نفس کو کہ حضور میں گذرتا ہے یا
غفلت میں۔ اگر سانس پہ بنا نہ کریں تو ان
دو توصفتوں کو معلوم نہیں کرتے کا وقوف
زمانی محاسبہ ہے حضرت خواجہ بزرگ نے
فرمایا ہے کہ محاسبہ یہ ہے کہ جو ساعت بہر
گذری ہے محاسبہ اسکا کرتے ہیں کہ غفلت

جمعیت و حضور جمعیت می بینیم که ہمہ
نقصان است باز گشت می کنیم و عمل
از سر می گیریم بوقوف عددی و آن عبارت
از رعایت عدد است در ذکر حضرت خواجہ
بزرگ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ
فرمودہ اند کہ رعایت عدد در ذکر قلبی
برای دفع خواطر متفرقہ است و آنچہ در
کلام خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم
واقع است کہ فلانے مر فلانے را بوقوف
عددی امر فرمود مقصود ذکر قلبی ست با رعایۃ
عدد نہ مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی و ذاکر
را باید کہ در یک نفس سہ کرت یا پنج کرت
یا ہفت کرت یا بست و یک کرت ذکر گوید و
عدد طاق را لازم شمرد حضرت خواجہ
علاء الدین عطار قدس اللہ تعالیٰ روحہ
فرمودہ اند بسیار گفتن شرط نیست باید
کہ ہر قدر کہ گوید از سر وقوف و حضور باشد
تا فائدہ این مرتب گردد و چون در ذکر
قلبی عدد از بست و یک بگذرد و اثر ظاہر
نشود دلیل باشد بہ بیحاصلی آن عمل و
اثر ذکر آن بود کہ در زمان نفی وجود بشریت
منتفی شود و در زمان اثبات اثرے از آثار
تصرف جذبات الوہیت مطالعہ افتد و آنکہ
حضرت بزرگ فرمودہ اند کہ وقوف
عددی اول مرتبہ علم لدنی ست میتواند بود کہ

کیا ہے اور حضور کیا ہی - ہم دیکھتے ہین کہ سب
نقصان ہے - باز گشت کرتے ہین اور
نئے سر ہی سے عمل کرتے ہین وقوف عددی
رعایت عدد کی ہے ذکر مین حضرت خواجہ
بزرگ بہاء الدین قدس اللہ تعالیٰ سرہ
نے فرمایا ہی کہ رعایت عدد کے ذکر قلبی
مین واسطے دفع کرنے خواطر متفرقہ کے ہے
اور وہ جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے
کلام مین واقع ہی کہ فلان نے فلان کو وقوف
عدد فرمایا اوس سے مقصود ذکر قلبی ہی عدد
کی رعایت کے ساتھ - نہ فقط عدد کی رعایت
ذکر قلبی مین اور ذاکر کو چاہیے ایک سانس مین
تین دفعہ یا پانچ مرتبہ یا سات بار یا اکیس ۲۱
بار ذکر کرے - اور طاق عدد کو لازم کرلے
حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ
روحہ نے فرمایا ہے بہت کہنے کی شرط نہین -
چاہیے کہ جسقدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ
کہے کہ فائدہ ہو اور جب ذکر کرے قلبی مین
عدد اکیس ۲۱ سے بڑھ جائے اور اثر ظاہر نہو تو
یہ بیحاصلے کی دلیل ہے اوس ذکر کے اور ذکر کا
اثر اسے کہتے ہین کہ نفی کے وقت بشریت کی
وجود کی نفی ہو جائے اور اثبات کے وقت
جذبات الوہیت کے تصرف کے آثار کا اثر دھیان
مین آئے اور وہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے
فرمایا ہی کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہی ہو سکتا ہے کہ

نسبت با اہل ہدایت اول مرتبہ لدنی مطالعہ
این آثار تصرفات جذبات الوہیت بود
کہ حضرت خواجہ علاء الدین فرمودہ اند چہ
آن کیفیتی و حالتی است کہ موصول ست بمرتبہ
قرب و علم لدنی دران مرتبہ مکشوف میشود
و نسبت با اہل نہایت وقوف عددی کہ اول
مرتبہ علم لدنی است آن باشد کہ ذاکر
واقف شود بر سریان واحد حقیقی در مراتب
اعداد کونی ہمچنانکہ واقف است بر سریان
واحد عددی در مراتب اعداد حسابی

شعر

اعداد کون و صورت کثرت نمایشی ست
فالکل واحد یتجلی بکل شان

و یکے از اکابر محققان این مضمون را چنین
گفتہ است ع

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت است
ما را شکے نماند درین گر ترا شکے است
در ہر عدد کہ بنگری از روی اعتبار
گر صورتش نہ بینی در مادہ اش یکیست

و در شرح عبارات فرمودہ ع

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد
ساری است احد در ہمہ افراد احد
زیرا کہ عدد گرچہ برون ست ز حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

و تحقیق این وقوف است کہ اول مرتبہ علم لدنیست

اہل ہدایت کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ
تصرفات جذبات الوہیت کے آثار کا مطالعہ
ہے جو کہ حضرت خواجہ علاء الدین نے فرمایا ہے
اس لئے کہ وہ ایک کیفیت اور حال ہے جو قرب
کے مرتبہ سے وصل ہے ۔ اور علم لدنی اوس مرتبہ
مین مکشوف ہوتا ہے ۔ اور اہل نہایت کے
نسبت وقوف عددی جو اول مرتبہ علم لدنی
کا ہے یہہ ہو ۔ کہ ذاکر واقف ہو ۔ واحد حقیقی
کے سریان کا اعداد کونی کے مراتب مین جیسے
واقف ہے واحد عددی کے سریان کا ۔
اعداد حسابی کے مراتب مین ع

جہان کی اعداد اور کثرت ایک نمایش ہے
سب واحد ہے کہ ہر شان مین تجلی کرتا ہے

اور بڑے محققون مین سے ایک بزرگ نے
اس مضمون کو یون فرمایا ہے ع

کثرت جو غور سے دیکھو عین وحدت ہے
مجھہ کو کچھہ شک نہین رہا اگر تجھکو کچھہ شک ہے
.... ہر عدد مین اعتبار کی رو سے
اگر اوسکی صورت نہ دیکھی تو اوسکو مادہ مین

اور شرح عبارات مین فرمایا ہے ع

اہل کشف و اہل خرد کے مذہب مین
واحد سب افراد مین سریان کئے ہوئے ہے
کس واسطے کہ اعداد اگرچہ حد سے باہر ہے
اوسکی صورت اور مادہ واحد ہی ہے

اور حقیقت مین یہ وقوف ہے جو علم لدنی کا

واللہ اعلم بالصواب ٭

پوشیدہ نماند کہ علم لدنی علمی است کہ اہل
قرب را بتعلیم الٰہی وتفہیم ربانی معلوم و
مفہوم میشود نہ بدلائل عقلی و شواہد نقلی
چنانچہ کلام قدیم درحق حضرت خضر عا
فرمودہ و علمناہ من لدنا علما
وفرق میان علم یقینی وعلم لدنی آنست
کہ علم یقینی عبارت از ادراک ذات و
صفات الٰہی است وعلم لدنی کنایت از
ادراک معنی وفہم کلمات از حق سبحانہ
وتعالیٰ بطریق الہام ووقوف قلبی
وآن بردو معنے محمول است یکے آنکہ
دل ذاکر واقف وآگاہ باشد بحق
سبحانہ وتعالیٰ وآن ازمقولہ یادداشت
است حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس
سرہٗ دربعض کلمات قدسیہ خود نوشتہ
اند کہ ووقوف قلبی عبارت از آگاہی
وحاضر بودن دل است بجناب حق
سبحانہ وتعالیٰ برآن وجہ کہ دل راہیچ
بایستی غیر ازحق سبحانہ وتعالیٰ نباشد
ومعنے دویم آن است کہ ذاکر از دل واقف
بود یعنے دراثنائے ذکر متوجہ قطعہ
لحم صنوبری الشکل شود واو را بمجاز دل
مے گویند ۔ ودرجانب الیسر محاذ سے
پستان چپ واقع است ٭٭٭

واللہ اعلم بالصواب ٭

پوشیدہ نہ رہے کہ علم لدنی وہ علم ہے کہ
اہل قرب کو تعلیم الٰہی اور تفہیم ربانی سے
معلوم اور مفہوم ہوتا ہے وہ عقلی دلیلوں
اور نقلی شواہد سے نہیں معلوم ہوتا۔ جیسا
قرآن عظیم میں خضر علیہ السلام کے حق میں
فرمایا ہے (اور سکھایا ہمنے اوسکو اپنے پاس
سے علم) اور علم یقینی اور علم لدنی میں یہ
فرق ہے۔ کہ علم یقینی ذات وصفات الٰہی کے
ادراک کو کہتے ہیں۔ اور علم لدنی اوسی کہتے
ہیں جو بطریق الہام کے حق سبحانہ کے
کلمات کے معنے ادراک کرتے وقوف
قلبی دو معنی پر بولا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ
ذاکر کا دل واقف اور آگاہ ہو حق سبحانہ
وتعالیٰ سے۔ اور یہ مقولہ یادداشت سے ہے
حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس اللہ سرہ
نے بعضے کلمات قدسیہ میں آپنے لکھا ہے
کہ وقوف قلبی کہتے ہیں دل کے آگاہی اور حاضر
ہونے کو حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی
وجہ پر کہ دل کو کوئی ضرورت سوائے
حق سبحانہ تعالیٰ کے نہو۔ اور دوسری معنے
یہ ہیں کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنی ذکر کے
درمیان قطعہ لحم صنوبری شکل کیطرف متوجہ
ہو اور اوسے مجازاً دل کہتے ہیں اور وہ
بائیں طرف پستان کے تلے واقع ہے۔



و او را مشغول و گویا بذکر گرداند و نگذارد
که از ذکر و مفهوم ذکر غافل و زائل گردد۔
حضرت خواجه بهاء الدین قدس الله تعالیٰ
سره در ذکر حبس نفس و رعایت عدد
را لازم نمی شمرند۔ اما وقوف قلبی را که دو
معنے گفته اند مهم می داشتند و لازم
می شمردند۔ زیرا که خلاصه الخ مقصود
است از ذکر در وقوف قلب است

شعر

مانند مرغ باش هان بر بیضهٔ دل پاسبان
کز بیضهٔ دل زایدت مستی و ذوق و قهقهه

اور اوسی مشغول اور گویا ذکر سے کرے۔
اور اسی چھوڑ نہ دے کہ وہ ذکر اور مفہوم سے
ذکر کے غافل ہو جائے۔ حضرت خواجہ
بہاء الدین قدس سرہ کے ذکر مین حبس اور
عدد کی رعایت لازم نہین گنتے۔ مگر
وقوف قلبی کو دو نو معنے سے جو ذکر
ہوئی ہین ضرور جانتے تھے۔ اور لازم شمار
کرتے تھے۔ اسواسطے کہ خلاصہ مقصود ذکر کا
قلبی ہے

بیت

مرغ کیطرح دل کے بیضہ پر نگہبان رہو۔
کہ دل کے بیضہ سے مستی اور ذوق اور خوشی پیدا ہو

فصل

در بیان توجه و غیر آن۔ طریقه توجه این طائفه
علیه و پرورش نسبت باطنی ایشان چنان است
هرگاه که خواهند بدل اشتغال نمایند
اولاً صورت آن شخص که این نسبت از و
یافته باشند در خیال در آرند تا آنزمان
که اثر حرارت و کیفیت معهوده ایشان
پیدا شود بعد از آن آن خیال را نفی نکنند
بلکه آنرا نگاه دارند و بچشم و گوش و همه
قوی بآن خیال متوجه بقلب شوند که
عبارت است از حقیقت جامع انسانی که مجموعه
کائنات از علوی و سفلی مفصل آن است

فصل

توجہ وغیرہ کے بیان مین + اس طائفہ علیہ کی توجہ کا
طریقہ اور باطنی نسبت کی پرورش کا دستور
یون ہے کہ جب چاہین دل سے مشغول ہون تو
پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت
حاصل کی ہے خیال مین لائین اوسوقت
تک کہ حرارت کا اثر اور کیفیت معہودہ ظاہر
ہو۔ اسکے بعد اوس خیال کی نفی نہین کرتے
بلکہ اوسے نگاہ رکھتے ہین۔ اور آنکھ اور
کان اور تمام قوی سے اوس خیال کے ساتھ
قلب کی طرف متوجہ ہون۔ جو حقیقت جامع
انسانی ہے جسکے تفصیل کائنات علوی و سفلی ہے

اگرچہ آن از حلول در اجسام منزہ
است اما چون نسبتے میان او و میان
این قطعہ صنوبری است پس توجہ
باین لحم صنوبری باید بود و چشم و
فکر و خیال و ہمہ قوی را بران
باید گماشت و ما شک نداریم کہ درین
حالت کیفیت غیبت و بے خودی شروع
نمودن آغاز کند آن کیفیت را راہی
فرض باید کرد و ہر خطرہ کہ در آید بتوجہ
بحقیقت قلب خود نفئ آن باید
کرد اگر نفی نشود التجا بصورت
آن شخص باید کرد کہ تا باز آن نسبت
پیدا شود آن زمان خود صورت
نفئ خواہد شد اما باید کہ شخص
بتوجہ آن صورت را نفی نکند
و اگر چنانچہ بآن صورت وساوس
نفی نشود چند نوبت باسم
یَا فَعَّالُ بحسب معنے در دل
مشغول شود اگر باین نیز دفع
نشود در دل چند نوبت بتامل
کلمہ لا الہ الا اللہ بدین طریق کہ لا
موجود الا اللہ تصور کند و آن
وسوسہ مشوش از ہر نوع کہ باشد
و چون موجودی است از موجودات
ذہنی بحقیقت آن را بحق سبحانہ وتعالی قائم بیند

اگرچہ وہ حقیقت جامع انسان مین حلول
کرنے سے پاک و منزہ ہے لیکن جبکہ نسبت
اوسکے درمیان اور اس قطعہ صنوبری کے
درمیان مین ہے - تو توجہ اس لحم صنوبری
شکل کی طرف کرنی چاہیے - اور آنکھ اور فکر
اور خیال اور سب قوی کو اوسکی طرف متوجہ
کرے اور ہمین اسمین کچھہ شک نہین - کہ اس
حالت مین غیبت و بیخودی کی کیفیت دکھائی
دینی شروع ہو - اوس کیفیت کو ایک راہ
فرض کرنا چاہیے - اور جو خطرہ کہ آوے
اوسکو اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے اوسکی
نفی کرنی چاہیے - اگر نفی نہو سکے تو اوس
شخص کی صورت سے التجا کرے کہ پہر وہ
نسبت پیدا ہو جائے - اوس وقت خود
صورت نفی کی ہو جائے گی - لیکن چاہیے
کہ وہ شخص متوجہ اوس صورت کی نفی نہ کرے -
اور جو اوس صورت سے وسواس نجائین تو
کئی بار اسم یَا فَعَّالُ کے معنے سے دل مین
مشغول ہو - اور جو اس سے بہی وسواس
دفع نہون - تو دل مین کئی بار تامل کے ساتھہ
کلمہ لا الہ الا اللہ اس طریق سے تصور کرے
کہ لا موجود الا اللہ - اور وہ وسوسہ جو پریشان
کرنیوالا ہے جس قسم کا ہو جب ایک موجود
ہے اور موجودات ذہنی سے حقیقت مین
اوسے حق سبحانہ تعالی کے ساتھہ قائم دیکھے

بلکه عین حق داند زیرا که باطل نیز
بعضی از ظهورات حق است کما قال
الشیخ ابوزید قدس سره **اشعار**

لا تنکر الباطل فی طوره
فانه بعض ظهوراته
واعط منه بمقداره
حتی توفی حق اثباته

وقال الشیخ مؤید الدین الجندی
فی تتمها ؎

فالحق قد یظهر فی صورة
ینکرها الجاهل فی ذاته

وشک نیست که باین عمل ذوقے شود
ونسبت عزیزان قوت گیرد و
آن زمان آن فکر را نیز نفی
کند و بحقیقت بے خودی متوجه
شود و از پے آن برود و اگر با
آنکه لا اله الا الله در دل گوید و
الله را مدد دهد و بدل فرو برد
و آن مقدار مشغول شود که بسیار ملول
نگردد چون بیند که ملول خواهد
شد ترک کند و بداند که تا دام غیبت
و بے خودی و نسبت عزیزان
در ترقی باشد فکر در حقایق
اشیا توجه بجزئیات عین کفر است ع
باخودی کفر و بے خودی دین است

بلکہ عین حق جانے۔ اسواسطے کہ باطل
بھی بعضے ظہورات حق سے ہے جیسا
فرمایا ہے حضرت ابو یزید قدس
سرہ نے ؎

باطل کا انکار نہ کر اوسکے طور مین
کہ وہ بھی اوسکے بعضے ظہورات سے ہے۔
اور اسکا حق اوسکے مقدار سے دے
تاکہ پورا کرے تو اثبات کا حق۔

اور کہا ہے شیخ موید الدین جندی نے
اپنے تتمہ مین ؎

کبھی حق ظاہر ہوتا ہے کسی صورت مین
کہ جاہل انکار کرتا ہے اوسکی ذات مین

اور شک نہین کہ اس عمل کرنے سے ایک
ذوق ہو۔ اور نسبت عزیزون کی قوت
حاصل کرے اور اوس وقت اوس فکر
کی بھی نفی کرے۔ اور بیخودی کی حقیقت
سے متوجہ ہو اور اوسکا پیچھا پکڑے۔ اور اگر
باوجودیکہ لا اله الا الله دل مین کہے اور الله
کو مدد دے۔ اور دل مین اندر لے جائے
اور اس قدر مشغول ہو کہ بہت ملول نہو جائے
اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا۔ ترک کرے۔
اور یہ جان لے کہ جبتک غیبت اور بیخودی
اور عزیزون کی نسبت ترقی مین ہو حقائق
اشیاء مین جزئیات کے طرف توجہ عین
کفر ہے ع باخودی کفر و بیخودی دین ہے

بلکہ فکر در اسماے صفات حق سبحانہ
وتعالیٰ ہم نباید کرد زیراکہ مطالب
این طائفۂ علیہ توجہ بدان نسبت
است کہ سرحد وادی حیرت
است و مقام تجلّے انوار ذات
است و ذکر اسما و صفات ہمک
نیست کہ ازین مرتبہ فرو تر است

شعر

تو مباش اصلا کمال این ست و بس
رو درو گم شو وصال این ست و بس

دباید کہ در بازار و گفتگوی و اکل و
شرب و ہمہ حالات آن حقیقت
جامع را نصب العین خود سازد
وا ورا حاضر داند و بصور جزویہ
از حضرت جامعہ خود غافل
نشود بلکہ ہمہ اشیا را بوے قائم
داند و سعی کند کہ آنرا در ہمہ
موجودات مستحسنہ و غیر مستحسنہ
مشاہدہ نماید تا بجائے رسد
کہ خود را ہمہ بیند و ہمہ اشیا را
آئینہ جمال باکمال خود داند
و در حالت سخن گفتن نیز باید
کہ ازین مشاہدہ غافل نشود بلکہ
گوشۂ چشم دل او بدان سو باشد
اگرچہ بظاہر بچیز ہاے دیگر

بلکہ فکر حق سبحانہ تعالیٰ کے اسماء
وصفات میں بھی نہ کرنا چاہیے اسواسطے
کہ اس طائفہ علیہ کا مطلب اوس
نسبت کی طرف توجہ ہے جو وادی
حیرت کی سرحد ہی۔ اور انوار ذات
کی تجلے کا مقام ہے۔ اور اسمین کچھ شک
نہین کہ اسماء وصفات کا ذکر اس مرتبہ سے نیچے ہی

ترجمہ شعر

تو ہرگز باقی نہ رہ کمال بس یہی ہے۔
جا اوسمین گم ہو جا بس وصال یہی ہے

اور چاہیے کہ بازار مین اور کھانے پینے مین اور
ہر حال مین وہ حقیقت جامعہ اپنی آنکھون کے
سامنے رکھے۔ اور اوسے حاضر جانے
اور جزئیہ صورتین دیکھ کر اپنے حضرت
جامعہ سے غافل نہو۔ بلکہ تمام
اشیاء کو اوس کے ساتھ قائم جانے
اور کوشش کرے کہ اوسکو تمام اچھی
موجودات اور بری موجودات
مین مشاہدہ کرے۔ یہان تک کہ
ایسے مرتبہ کو پہنچ جاوے کہ اپنے
آپ کو بھی سب وہ ہی جانے اور
تمام اشیا کو اپنے جمال باکمال کا
آئینہ جانے۔ اور بات کرنے مین
بھی چاہیے کہ اس مشاہدہ سے غافل
نہو۔ بلکہ دل کی آنکھ کا گوشہ اوسی طرف

مشغول باشد چنانچه فرموده اند

شعر

از درون شو آشنا و وز برون بیگانه باش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جهان

و هر چند که صحبت بیشتر باشد این نسبت قوی تر گردد و چون بمرتبه برسد که تفرقه میان دل و زبان نتواند کردن و خلق او را از حق حجاب نشود و حق حجاب از خلق نگردد آن زمان تواند که بصفت یفعل ما یرید در دیگران تصرف کند و از جانب ارشاد دعوت خلق بحق آن کس را باید که باین مرتبه برسد و باید که خود را از غضب راندن نگاه دارد که راندن غضب ظرف باطن را از نور معنی بحق و خالی میسازد و اگر ناگاه غضب واقع شود یا قصورے دست دهد که در تے قوی ظاهر گردد در سر رشتہ نسبت کم گردد و یا ضعف شود غسلے کند اگر قوت مزاج وفا کند با آب سرد که صفا میدهد و الا به آب گرم و جامہ پاک بپوشد و در خالی جائے دو رکعت نماز بگذارد و چند نوبت بقوۃ نفس برکشد و خود را خالی سازد و بعد ازان همان طریق که گذشت متوجه شود و در ظاهر نیز پیش حضرت جامع خود تضرع و بکلی توجه باو نماید

مشغول ہو - چنانچہ فرمایا ہے +

شعر

از درون شو آشنا و وز برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

اور جسقدر صحبت زیادہ ہوگی اوسی قدر نسبت زیادہ ہوتی جائیگی - اور جب اس مرتبہ کو پہونچے کہ دل اور زبان مین تفرقہ نکر سکے - اور خلقت اوسکو اللہ کا حجاب نہے - اور حق اوسکو خلقت کا حجاب نہو اوسوقت ہو سکتا ہی کہ بصفت جذبہ اور لوگون مین تصرف کرے - اور اجازت ارشاد کی خلقت کو اللہ کی طرف بلانی کی اوس شخص کو ہوتی ہے جو اس مرتبہ کو پہونچ جای - اور چاہیے کہ اپنے تئین غصہ کرنے سے بچای - کہ غضب ہونے سے باطن کا ظرف نور معنی سے خالی ہوجاتا ہے اور اگر ناگاہ غصہ آجائے یا کچھ قصور ہوجائے کدورت قصور ظاہر ہو اور نسبت کم ہو جائے تو غسل کرے - اگر سرد پانی کی قوت ہو تو سرد پانی سے غسل کرے - کہ اس سے صفائی خوب ہوتی ہی - اور نہین تو گرم پانی سے نہای اور پاک کپڑے پہنے - اور خالی جای مین دو رکعت نماز پڑھے اور کئی بار بہت زور سے سانس نکالے - اور اپنے تئین خلا کرے - اور پھر اوسی طریق گذشتہ سے متوجہ ہو - اور ظاہر مین بھی اپنی حضرت جامع سے عاجزی کرے اور گڑگڑای اور بالکل اوس کی طرف متوجہ ہو +

بدانند که این حقیقت جامعه مظهر مجموع ذات
و صفات حق است نه آنکه حق سبحانه
در وی حلول کرده بلکه مظهر و صورت
است در مرآت پس این تشریع بحقیقت
نزد حق سبحانه و تعالی باشد و بعضی
ازین طائفه علیه قدس الله اسرارهم بجای
توجه شیخ و نگهداشت صورت او نگاه
داشت هیئت رقمی کلمه طیبه یا اسم مبارک
الله می فرمایند خواه آنرا در خارج
از خویش بنظر حس ملاحظه نمایند خواه
حوالی دل و سینه بتخیل امر کنند و فقیر
دوساله بود که حضرت خواجه هاشم افاض
الله علینا برکاته چون در دهلی تشریف
آورده بودند فقیر را بکتابت اسم مبارک
الله امر فرمودند بعد از مدتی بتخیل
اسم مبارک در حوالی دل مامور شدم
بسیار غیبت و بیخودی روی میداد
که اصلا گنجایش خطره دیگر نمی شد و خیلی
لذت و اطمینان قلب یافته می شد
و من لم یذق لم یدر مثلی مقرر ست
پوشیده نماند که لفظ نسبت و لفظ یار
دو کلمه است که در عبارت و اشارات
خواجگان قدس الله تعالی ارواحهم
بسیار واقع شده است گاهی نسبت
گویند مراد ازان طریقه و کیفیت مخصوصه

اور سمجھ لینا کہ یہ حقیقت جامع مظہر ہے مجموعہ
ذات و صفات حق کا۔ نہ یہ کہ حق سبحانہ نے
اوسمیں حلول کیا ہے بلکہ مظہر و صورت ہے بیچ
آئینہ کے۔ پس یہ تشریع درحقیقت حق سبحانہ
تعالیٰ سے ہے۔ اور بعضے اس طائفہ علیہ کے
بزرگ قدس اللہ اسرارہم بجائے توجہ شیخ کے
اور اوسکی صورت کی نگاہداشت کی رقمی ہیئت
کلمہ طیبہ کے۔ یا اسم مبارک اللہ کے فرماتے ہیں
خواہ اوسکو خارج میں اپنے سے حس کی نظر سے ملاحظہ
کریں۔ خواہ گرد دل کے اور سینہ کے خیال سے
امر فرماتے ہیں اور یہ فقیر دس برس کا تھا کہ حضرت
خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ۔ جب
دہلی میں تشریف لائے تھے۔ فقیر کو فرمایا اللہ
اللہ لکھا کرو۔ ایک مدت کے بعد فرمایا۔ دل کے
گرد اگرد خیال سے لکھا کرو۔ بہت غیبت او
بیخودی ظاہر ہوتی تھی۔ کہ ہرگز کسی خطرہ کو
گنجایش نہ تھی اور نہایت ہی اطمینان قلب
حاصل ہوتا تھا۔ (جس نے نہیں چکھا
وہ کیا جانے) ایک مثل مشہور مقرر ہے
پوشیدہ نہ رہے کہ نسبت کا لفظ اور یار کا لفظ
دو کلمہ ہیں کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم
کے عبارات و اشارات میں بہت واقع ہوئے
ہیں۔ کبھی نسبت کہتے ہیں۔ اور اس
سے مراد طریقہ۔ اور کیفیت مخصوصہ

و بعضی در ادای طائفہ طلب خوانند و گاہے صفت غالب و گاہ نفس کشی ارادت کنند، و گاہے بار گویند و مراد گرانی بے نسبتی دارند چنانکہ فلان بارے آورد یا فلان بارا در بار ساخت وقتے کہ کسے ملاقات کنند کہ بطریقہ ایشان مناسبتے نداشتہ باشد، و از نسبت او متاثر شوند اگرچہ آنکس از اہل سلوک یا اہل علم و تقوی باشد زیرا کہ نسبت این عزیزان فوق نسبتہا است و ہرچہ غیر آن است بار خاطر ایشان است و گاہے لفظ بار گویند و از آن مرضے و غرضے ارادہ کنند. چنانکہ گویند فلان بار فلان بر داشت یا فلان بار بر فلان انداخت مراد ایشان رفع مرض یا حوالہ مرض باشد. و مخفی نماند کہ رفع مرض و حوالہ مرض اکثر در طریقہ خواجگان است قدس اللہ اسرارہم و حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ فرمودہ اند کہ انچہ از اکابر خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم منقول است کہ در بار مردم می آیند یکے از دو صورت می تواند بود یکے آنکہ وقتیکہ آشنائی و عزیزے را مرضے و ملالتے یا ابتلا بمعصیتے عارض می شود ایشان طہارت مے سازند و

اور بعضی وہ اس طائفہ طلب کی جو کہتے ہیں اور کبھی اوس سے مراد صفت غالب و نفس کشی کو ہوتا ہے۔ اور کبھی بار کہتے ہیں اور بے نسبتی کی گرانی مراد ہوتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں۔ فلان بارے آورد یا فلان ارا در بار ساخت جسوقت کسی ایسے سے ملاقات کرتے ہیں۔ جو انکے طریقہ سے مناسبت نہ رکھتا ہو اور اوسکی نسبت سے اونکو اثر ہو اگرچہ وہ شخص اہل سلوک یا اہل علم و تقوی ہو۔ اسواسطے کہ ان عزیزون کی نسبت سب نسبتون سے فوقیت رکھتی ہے۔ اور جو انکی نسبت کے سوا نسبت ہو وہ انکی بار خاطر ہے۔ اور کبھی لفظ بار کہتے ہیں اور اوس سے کوئی مرض یا کوئی غرض ارادہ کرین جیسے کہین فلان بار فلان بر داشت یا فلان بار بر فلان انداخت تو اس سے انکی مراد رفع مرض یا حوالہ مرض ہوتی ہے اور پوشیدہ نہ ہے کہ رفع مرض یا حوالہ مرض اکثر خواجگان کے طریقہ مین ہے قدس اللہ اسرارہم۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا ہے کہ جو اکابر خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے منقول ہے کہ بار مین لوگون کے آتے ہین۔ ایکیا ان دو صورتون مین سے ہو سکتا ہے۔ ایکیا یہہ کہ جب کسی آشنا یا عزیز کو [illegible] مرض یا ملالت یا کسی گناہ مین مبتلا ہو

کہ بدل متوجہ دل طالب شوند و از
پر تو گذر آن ارتباط اتصال و اتحادے
میان دل ایشان و باطن آن طالب
واقع می شود و بطریق انعکاس از دل
ایشان پر تو بر باطن وے مے تابد
و این صفتے است کہ ناشے از استعداد
ایشان ست کہ بطریق انعکاس در آئینہ
استعداد آن طالب ظاہر شدہ اگر
این ارتباط متصل شود انچہ بطریق
انعکاس حاصل شدہ بود صفت دوام
پذیرد و تبیین شرائط تصرف و دقایق
آن و تفصیل روش آن بگفتن مرشد
تعلق دارد و منقول است از حضرت
خواجہ محمد یحیے پسر حضرت خواجہ
عبید اللہ احرار قدس اللہ تعالے سرہما
کہ ارباب تصرف بر انواع اند بعضے
ماذون و مختار کہ باذن حق سبحانہ و
تعالی و با ختیار خود ہرگاہ کہ خواہند
تصرف کنند و او را بمقام فنا و بیخودی
رسانند و بعضے دیگر از ان قبیلہ اند
کہ با وجود قوت تصرف جز با مر غیبی
تصرف نکنند تا از پیشگاہ مامور نشوند
بکسے توجہ نکنند و بعضے دیگر آن چنانند
کہ ہرگاہ صفتے و حالتے برائے ان
طالب شود و در غلبۂ آن حال در باطن

کہ دل سے متوجہ طالب کے دل کی
ہوتی ہیں۔ اور بسبب اوس ارتباط
کے اتصال اور اتحاد ان کے دل میں
اور اوس طالب کے باطن میں واقع
ہوتا ہے۔ اور بطور عکس کے ان کے دل
سے۔ طالب کی باطن پر پرتو پڑتا ہے
اور یہہ ایک ایسی صفت ہے کہ انکی
استعداد سے ظاہر ہوئی ہے کہ بطریق
عکس کے طالب کے استعداد کے آئینہ
مین ظاہر ہوئی ہے۔ اگر یہ ارتباط متصل
ہو۔ تو جو بطریق عکس کے حاصل ہوا تھا
صفت دوام ہو جاتا ہے۔ اور بیان
شرائط تصرف کا اور اوسکے دقیقہ اور
تفصیل اوسکی روش کی مرشد کے کہنے
سے متعلق ہے۔ اور منقول ہے حضرت
خواجہ محمد یحیی صاحبزادے حضرت خواجہ عبید اللہ
احرار قدس سرہما سے۔ کہ اہل تصرف بہت
طرح کے ہین۔ بعضے ماذون و مختار ہین کہ
حق سبحانہ تعالی کے اذن سے اور اپنے
اختیار سے جب چاہتے ہین تصرف کرتے
ہین۔ اور اوسی مقام فنا اور بیخود
دیتے ہین اور بعضے اوس قسم کے ہین کہ با
قوت تصرف کے سوائے امر غیبی کے تصر
نہین کرتے۔ جبتک اودھر سے امر نہو کسی کی
طرف توجہ نہین کرتے۔ اور بعضے ایسے ہین کہ انہ

مریدان تصرف کنند واز حال خود
اینان را متاثر سازند پس کسے کہ نہ
مختار بود و نہ ماذون و نہ مغلوب ازو
چشم تصرف نباید داشت ٭٭٭

مریدون کے باطن میں تصرف کرتے ہیں اور
اپنے حال کا انہیں اثر پیدا کرتے ہیں۔ تو جو
نہ مختار ہو۔ نہ ماذون ہو اور نہ مغلوب ہو
اوس سے تصرف کی امید نہ رکھنی چاہیے

تمت

کلمات قدسیہ شاہ ولی اللہ صاحب در بارہ فرقہ صوفیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ تعالی مجزل النعم وملہم الحکم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ **اما بعد** می گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ اوائل صوفیہ متفرق شدند بدوازدہ فرقہ دو فرقہ مردود کہ حلولیہ وحلاجیہ باشند ودہ فرقہ مقبول وہر صنفے را ازین دہ صنف معاملتے وطریقتے نیکوست اندر مجاہدات وآداب لطیف بستند ومشاہدات وایشان در معاملات ومجاہدات وریاضات مختلف اند در اصول وفروع شرع وتوحید متفق اند محاسبیہ منسوب بابی عبد اللہ حارث بن اسد المحاسبی وقصاریہ منسوب بابی صالح حمدون بن احمد بن عمارۃ القصار وطیفوریہ منسوب بابی یزید طیفور بن عیسی البسطامی وجنیدیہ منسوب بابی القاسم جنید بن محمد البغدادی ونوریہ منسوب بابی الحسن احمد بن محمد النوری وسہیلیہ منسوب بسہل بن عبد اللہ التستری وحکیمیہ منسوب بابی عبد اللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی وخرازیہ منسوب بابی سعید خراز وخفیفیہ منسوب بابی عبد اللہ محمد بن خفیف الشیرازی وسیاریہ منسوب بابی العباس السیاری ہکذا ذکر الشیخ الہجویری فی کتابہ کشف المحجوب واین فقیر را بہر طریقہ ازین طرق از جہت خرقہ سلسلہ میرسد وشیخ ابوطالب مکی [illegible] تا سہل تستری وغیر ایشان سلسلہ می رسد وہمچنین سائر کبار متقدمین را [illegible] این سلسلہ منتہی می گردد وچون آن زمانہ گذشت مدار کار بر طریقہ جنیدیہ افتاد ہمہ را بطریقہ او نسبت درست کردند ولنذکر ہہنا ما یدل علی اتصال سلسلتنا الی ہذہ [illegible] الذی بالاجمال **اما الجنیدیہ** فحالہا ظاہر وقد ثبت ان جنید صحب حارث بن اسد المحاسبی **واما القصاریہ** فنقل الشیخ ابو القاسم القشیری

من الشيخ ابي عبد الرحمن السلمي وهو تلقن من الشيخ ابي الحسن بن عيسى وهو تلقن من الشيخ ابي محمد بن عبد الله بن منازل وهو تلقن من شيخ اهل مدينة ابي صالح بن احمد بن عمارة القصار وهو تلقن من ابي تراب عسكر بن حسين النخشبي وهو تلقن من حاتم الاصم وهو تلقن من شقيق بن ابراهيم البلخي واما الطيفورية فالسلسلة الشطارية منتهى الى الشيخ محمد المغربي تلقن من روحانية الشيخ ابي يزيد البسطامي والشيخ ابو القاسم الكرگاني صحب الشيخ ابا الحسن الخرقاني تلقن من روحانية الشيخ ابي يزيد البسطامي واما النورية فالشيخ ابو مدين المغربي اخذ الطريق عن الشيخ ابي يعزى وهو عن الشيخ ابي شعيب هو عن الشيخ عبد الجليل وهو عن الشيخ ابي الفضل الجوهري وهو عن والده ابي عبد الله الحسين الجوهري وهو عن الشيخ ابي الحسين النوري رفيق الجنيد وهو عن السري واما السهيلية فالشيخ ابو طالب المكي اخذ الطريق عن ابي الحسن محمد بن ابي عبد الله احمد عن ابيه ابي عبد الله احمد بن سالم البصري عن سهيل بن عبد الله التستري واما الحكيمية فالخواجه نقشبند البخاري تلقن من روحانية شيخ محمد بن علي الحكيم الترمذي واما الخرازية والحقيقة فالشيخ شهاب الدين السهروردي لبس الخرقة عن عمه القاضي وجيه الدين عمر عن والده محمد عمويه وعن الشيخ اخي فرج الزنجاني احمد بها مشاركة الاخر عباس ابيه عن الشيخ احمد الاسود الدينوري ولباسه عن ممشاد الدينوري ولباس اخي الفرج الزنجاني ايضا عن ابي العباس النهاوندي ولباسه من ابي عبد الله محمد بن خفيف الشيرازي ولباسه من ابي محمد وقد اخذ عن ابي سعيد الخراز وهو اخذ عن محمد بن منصور الطوسي وصحبة ذي النون المصري وسري السقطي وبشر الحافي والحمد لله رب العالمين

حضرت خواجه عبد الله قدس سره بیتی چند در رساله فقرات ابراد فرموده اند که مواد ش بطریق اجمال امتحان عدم شعور بحضور حق است سبحانه وچون فهم معانی آن ابیات در غایت غموض و اغلاق این خاکسار از جناب مقدس حضرت ولی نعمت التماس کشف مضامین آن کرامت ترجمان وموافق اصطلاح خاص حضرت ایشان مد ظلهم نمو قلم ارشاد رقم متصدی کشف وبیان آن گردید ابیات این

ابیات

در دجاروی بیستم آن نگار ؛	گفت زین برانگیزان غبار
آب آتش گشت جاروبم بسوخت	گفت از آتش تو جاروبی بیار
کردم از حیرت سجودی پیش او	گفت بی ساجد سجودی خوش بیار
آه بی ساجد سجودی چون بود	گفت بیچون باشد و بی خارخار

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی - دریا عبارت از وجود منبسط است بر هیاکل موجودات که بصفت وحدت خود جمیع موجودات را درگرفته و جاروب عبارة است از ذکر لا اله الا الله که نفی الهه باطله می کند ما بیند نفی کردن جاروب غبار خس و خاشاک را از خانه پس در اول حالت اهل ارشاد به نیابة محبوب حقیقی سالکان را ذکر نفی و اثبات می فرمایند برای نفی الهه باطله هر چند در حقیقت حال هیچ باطل نیست هر چه هست نوعی از وجود است و جمیع موجودات متلاشی اند در وجود حق ذکر نفی و اثبات دلالت می کند بر تمثیل غیری پس مضمون خطاست اهل ارشاد این باشد که از دریا که محل غبار نیست غباری باید برانگیخت پس چون سالک بتوحید حقیقی مشرف شد اثبات غیریت از هم پاشید و نفی بیکار گشت و همین ست معنی آتش گشت و جاروبم بسوخت یعنی تجلی صفت وحدة نفی و اثبات را بیکار ساخت بعد ازان اهل ارشاد به نیابة محبوب حقیقی فرمودند که مواظبت باید کرد بر شهود وحدت تا رذائل البشریه متلاشی شود و تخلق باخلاق الله بدست آید و همین ست معنی از آتش جاروبی برآر چون سالک مغلوب توحید بود او را حیرتی درگرفت و آن حیرت محمود بود که آنجا مظهر سوی ظاهر مجرد میلانی وارد بالذات و همین معنی سجده بعد ازان مطلوب فنا و الفنا است که شعور بتوجه نباشد و همین است معنی بی ساجد [illegible] بهر سید که توجه مستلزم علم بنفس خود است زیرا که [illegible] جناب حضرت وحدت چنین ناگفته شد که مبنی اشکال [illegible] علم حضوری حضور ذات شی است نزدیک ذات و آن [illegible] حقیقی ست اثنینیة اعتباری حالی است بسیط که کثرت [illegible] نازله بنسبت بین آتشکین نحو آن تعبیر توان کرد تمام شد